جلد ۵۲/۱۷ ۔ ۱۹ تبلیغ ۱۳۴۲ ہش ۔ ۲۴ رمضان المبارک ۱۳۸۲ھ ۔ ۱۹ فروری ۱۹۶۳ء ۔ نمبر ۴۳


# ایک عظیم الشان آسمانی بشارت

## پیشگوئی مصلح موعود کے الہامی الفاظ

"... سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائیگا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذرّیت و نسل ہوگا...... اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئیگا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئیگا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اُسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم۔ اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا۔ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آتے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مظہر الاوّل والآخر۔ مظہر الحق والعلاء کانّ اللہ نزل من السماء۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطۂ آسمان کی طرف اٹھایا جائیگا۔ وکان امراً مقضیا"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

## سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب —

ربوہ ۱۸ فروری بوقت ۸ بجے صبح

پرسوں رات حضور کو سردرد کی شکایت ہو گئی۔ تاہم کل دن بھر طبیعت نسبتاً بہتر رہی۔

احباب جماعت رمضان کے بابرکت آخری عشرہ میں خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین اللّٰھم آمین

## اخبار احمدیہ

— ربوہ ۱۸ فروری۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:۔ رات وقفہ وقفہ سے نیند آئی اور طبیعت بہت بے چین رہی

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت میاں صاحب مدظلہ العالی کو شفائے کامل و عاجل عطا فرمائے آمین

— ربوہ ۱۸ فروری۔ محترم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب بندش پیشاب کی وجہ سے تاحال بہت بیمار ہیں کمزوری بہت زیادہ ہوگئی ہے۔ بات چیت بھی بمشکل ہی کر سکتے ہیں۔ اکثر وقت بے ہوشی میں گزرتا ہے۔ ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ بندش پیشاب کی وجہ سے زہر کا اثر جسم میں پھیل گیا ہے۔ احباب جماعت التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ محترم شاہ صاحب موصوف کو جلد کامل صحت عطا فرمائے۔

آمین۔ اللّٰھم آمین

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۹ر فروری ۱۹۶۳ء

# مُصلح موعُود کی علامتیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے ۱۹۴۴ء میں ایک خواب کی بناء پر کھلم کھلا "مصلح موعود" ہونے کا دعوےٰ فرمایا۔ اگرچہ بعض احباب جماعت اور خود حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز پر بھی ان اوصاف کا جو مصلح موعود کی پیشگوئی میں موعود کے بیان کئے گئے ہیں حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے کاموں کے ساتھ موازنہ کرنے سے یہ حقیقت متواتر واضح ہوتی جا رہی تھی کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی عظیم الشان پیشگوئی میں جس مصلح کی خبر دی ہے وہ آپ ہی ہیں مگر حضور ایدہ اللہ تعالےٰ اپنی تسلی کے لئے یہ چاہتے تھے کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے اشارہ ہو۔ چنانچہ غالباً ۵ اور ۶ر جنوری ۱۹۴۴ء کی درمیانی شب کہ جب حضور جناب شیخ بشیر احمد صاحب سابق جج ہائی کورٹ لاہور کی کوٹھی میں تھے اللہ تعالےٰ نے واضح طور پر آپ کے مصلح موعود ہونے کی خبر دی جس کو حضور نے بذریعہ اعلان مشتہر کر دیا۔

اس سے جو نتیجہ ہم نکالنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ ایک موعود کے لئے دعوےٰ کرنے کے واسطے دو چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے اول یہ کہ موعود میں وہ اوصاف پائے جائیں جو اس موعود کے متعلق متعلقہ پیشگوئی میں بیان کئے گئے ہیں۔ دوسرے الٰہی تصدیق چنانچہ اگرچہ بعض دوستوں نے آپ کے اوصاف حمیدہ کی جانچ پڑتال سے بھانپ لیا تھا کہ آپ ہی وہ موعود ہیں جس کا وعدہ اللہ تعالےٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ہوشیارپور میں فرمایا تھا اور جس کی پیشگوئی سبز اشتہار میں بیان کی گئی تھی۔

یقیناً یہ سب کچھ اللہ تعالےٰ کے منشاء کے مطابق ہوا۔ اللہ تعالےٰ چاہتا تو آپ کو شروع ہی میں بتا دیتا کہ وہ مصلح موعود جس کی پیشگوئی کی گئی ہے وہ آپ ہی ہیں مگر ایسا نہ ہوا بلکہ خود آپ کو محسوس ہو جانے کے باوجود آپ دعوےٰ سے پرہیز کرتے رہے۔ اس کی وجہ جہاں تک ہم قیاس کر سکتے ہیں اور وجوہات کے علاوہ ایک یہ بھی تھی کہ آپ ایک ایسی طویل مدت کے بعد دعوےٰ کریں کہ جب آپ کے کارناموں سے ایک دنیا اچھی طرح واقف ہو جائے اور پہچاننے میں کسی قسم کے شبہ کی گنجائش نہ رہے۔ کیونکہ آپ کا وجود پیشگوئی کے مطابق اسلام کی سچائی کا ایک عظیم الشان نشان بننے والا تھا۔

مصلح موعود کا وجود اسلام کی سچائی کا ایک عظیم الشان نشان ہے اور اللہ تعالےٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تضرعات کو سنکر یہ نشان دیا تھا اور اس کی علامتیں بھی بتائی تھیں اس لئے جو لوگ ان علامتوں کو دیکھ کر مصلح موعود کی پیشگوئی کا ظہور آپ کی ذات میں سمجھتے تھے وہ کوئی غلطی نہیں کرتے تھے۔ یہ اسی طرح ہے کہ ہم ایک منزل مقصود کو پانے کے لئے چلے جا رہے ہوں اور ہمارے راہنما نے جو علامتیں اس منزل کی بتائی ہیں وہ نظر آئیں اور ہم ان علامتوں سے منزل کا اندازہ لگا لیں۔ یہ بالکل فطری بات ہے۔ اس لئے جو کج الطبع لوگ ان باتوں سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ یہ ایک سوچی سمجھی ہوئی تجویز تھی خدا خوفی سے مبرّا ہیں اور محض بدظنی کے مرتکب ہوتے ہیں۔

پیشگوئی میں مصلح موعود کی جو علامتیں بیان کی گئی ہیں وہ پہچان کے لئے ضروری ہیں چنانچہ وہ علامتیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ میں متواتر ظاہر ہونے لگیں جن سے اس وجود کی نشاندہی ہوتی تھی۔ یہ علامتیں اور ان کا ظاہر ہونا ان تمام لوگوں کو جھٹلانے کے لئے کافی ہے جنہوں نے مصلح موعود کا جھوٹا دعوےٰ کیا ہے یا جنہوں نے یہ اعتقاد بنا لیا ہے کہ مصلح موعود کا ظہور تین سو سال کے بعد ہوگا۔ آپ کی ذات میں ان تمام علامتوں کا متواتر ظاہر ہونا اور ان دونوں گروہوں کے خلاف ایک واضح شہادت ہے۔ مثلاً موعود کی علامتوں میں سے ایک یہ علامت ہے کہ

## "وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا"

یہ ایک نہایت ہی بیّن علامت ہے جس سے مصلح موعود کی شناخت میں مدد ملتی ہے اور جس سے اس کو جھوٹے مدعیوں سے ممیّز کیا جا سکتا ہے۔ یہ ان لوگوں کے خلاف بھی ایک عینی شہادت ہے جو کہتے ہیں کہ "مصلح موعود" کا ظہور تین سو سال کے بعد ہوگا۔

یہ علامت صرف سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ میں پائی جاتی ہے۔ آج دنیا کا کونسا کنارہ ہے جہاں آپ کی شہرت نہیں پہنچی۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے یہ آپ ہی کی ذات ہے کہ آپ نے اپنی اولوالعزمی کی وجہ سے دنیا کے تمام کناروں پر احمدی اسلامی مشن قائم کئے ہیں کوئی خطہ بتاؤ جہاں آپ کی شہرت نہیں پہونچ چکی جہاں آپ نے شہرت نہیں پائی۔

دیکھئے یہ کیسی مثبت علامت ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ سے خبر پاکر مصلح موعود کی پیشگوئی آج سے ۷۷ سال پہلے فرمائی تھی۔ اور ڈنکے کی چوٹ اس کا اعلان کیا تھا کہ اللہ تعالےٰ اسلام کی سچائی ظاہر کرنے کے لئے آپ کو ایک لڑکا دیگا وہ دنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور آپ کو اللہ تعالےٰ واقعی ایک لڑکا دیتا ہے جو واقعی دنیا کے کناروں تک شہرت پاتا ہے جو مصلح موعود کی ایک نہایت بیّن علامت ہے۔ اور وہ لڑکا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی نہیں اور جو لوگ تین سو سال کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ ان کی آنکھوں کے سامنے ایسا ہوتا ہے۔ کیا یہ کم نصیبی نہیں ہے کہ اس شان سے یہ علامت ظاہر ہو رہی ہے۔ مگر پھر بھی انہوں نے انکار کر دیا ہے۔ جب کسی منزلِ مقصود کی یہ علامت بتائی جائے کہ اس کے قرب میں ایک مینارِ روشنی قائم ہوگا اور وہ مینارِ روشنی اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں تو کیا یہ کم نصیبی نہیں ہے کہ کہا جائے کہ منزل کسی اور طرف ہے جہاں اندھیرا ہی اندھیرا ہو یا یہ کہا جائے کہ ابھی منزل بہت دور بہت دور ہے۔

یہ تو ہم نے صرف ایک علامت لی ہے پیشگوئی میں بیان کردہ ایک ایک علامت کو لیجئے وہ علامت آپ ہی کے وجود کی طرف اشارہ کر رہی ہوگی۔ مثلاً وہ صاحب شکوہ و عظمت اور دولت ہوگا (۲) وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا (۳) دل کا حلیم ہوگا (۴) وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ یہ چار ایسی علامتیں ہیں جو ٹھوس ہیں اور حواس ظاہری سے محسوس کی جا سکتی ہیں اور ان علامتوں کا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی ذات میں پائے جانے سے بڑے سے بڑے دشمن کو بھی انکار کی جرأت نہیں ہو سکتی۔ کیا اب بھی کوئی شک کی گنجائش رہ جاتی ہے کہ آپ وہ مصلح موعود نہیں جس کی پیشگوئی سبز اشتہار میں کی گئی ہے۔ اب اگر کوئی چڑھے ہوئے سورج کا انکار کر دے تو اس کا علاج؟

## ہے جس کا نام "مصلح موعود" یہی ہے

جس کی ہے پیشگوئی وہ محمود یہی ہے
وہ لختِ قلبِ مہدئ مسعود یہی ہے

شہرت سے جس کی چمکی ہے ہر دیس کی فضا
جو نور بن کے آیا ہے مولود یہی ہے

ہے جس کے ساتھ فضل، ہے جو صاحبِ شکوہ
ہے جو تضرعات کا مقصود یہی ہے

جو ہے علومِ ظاہری و باطنی سے پُر
حاسد ہیں جس کے غیر وہ محسود یہی ہے

تنویرِ جود رخشاں ہے اسلام کا نشاں
ہے جس کا نام "مصلح موعود" یہی ہے

# پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا رؤیا

مؤرخہ ۲۰ جنوری سنہ ۴۴ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ ارشاد کرتے ہوئے اپنی وہ رویاء بیان فرمائی تھی جس میں اللہ تعالیٰ نے بتایا تھا کہ حضور ایدہ اللہ ہی پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق ہیں۔ ۲۰ فروری کو چونکہ یوم مصلح موعود کی مبارک تقریب منائی جا رہی ہے۔ اسلئے اس تقریب کی مناسبت سے حضور کا یہ رویاء حضور کے مبارک الفاظ میں ہی درج ذیل کیا جاتا ہے۔

"میں نے دیکھا میں ایک مقام پر ہوں جہاں جنگ ہو رہی ہے وہاں کچھ عمارتیں ہیں نہ معلوم وہ گڑھیاں ہیں یا ٹرینچز ہیں۔ بہرحال جنگ کے ساتھ تعلق رکھنے والی کچھ عمارتیں ہیں وہاں کچھ لوگ ہیں جن کے متعلق میں نہیں جانتا کہ آیا وہ ہماری جماعت کے لوگ ہیں یا جونہی مجھے ان سے تعلق ہے میں ان کے پاس ہوں۔ اتنے میں مجھے یوں معلوم ہوتا ہے جیسے جرمن فوج نے جو اس فوج سے کہ جس کے پاس میں ہوں برسر پیکار ہے۔ یہ معلوم کر لیا ہے کہ میں وہاں ہوں اور اس نے اس مقام پر حملہ کر دیا ہے اور وہ اتنا شدید ہے کہ اس جگہ کی فوج نے پسپا ہونا شروع کر دیا یہ کہ وہ انگریزی فوج تھی یا امریکن فوج یا کوئی اور فوج تھی۔ اس کا مجھے اس وقت کوئی خیال نہیں آیا بہرحال وہاں جو فوج تھی اس کو جرمنوں سے دبنا پڑا اور اس مقام کو چھوڑ کر وہ پیچھے ہٹ گئی۔ جب وہ فوج پیچھے ہٹی تو جرمن اس عمارت پر داخل ہو گئے جس میں میں تھا۔ تب میں خواب میں کہتا ہوں دشمن کی جگہ پر رہنا درست نہیں اور یہ مناسب نہیں کہ اب اس جگہ ٹھہرا جائے۔ یہاں سے ہمیں بھاگ چلنا چاہیئے۔ اس وقت میں رویا میں صرف یہی نہیں کہ تیزی سے چلتا ہوں بلکہ دوڑتا ہوں۔ میرے ساتھ کچھ اور لوگ بھی ہیں اور وہ بھی میرے ساتھ ہی دوڑتے ہیں اور جب میں نے دوڑنا شروع کیا تو رویا میں مجھے یوں معلوم ہوا جیسے میں

## انسانی مقدرت سے زیادہ

تیزی کے ساتھ دوڑ رہا ہوں اور کوئی ایسی زبردست طاقت مجھے تیزی سے لے جا رہی ہے کہ میلوں میل ایک آن میں طے کرتا جا رہا ہوں اس وقت میرے ساتھیوں کو بھی دوڑنے کی ایسی ہی طاقت دی گئی۔ مگر پھر بھی وہ مجھ سے بہت پیچھے رہ جاتے ہیں اور میرے پیچھے ہی

## جرمن فوج کے سپاہی

میری گرفتاری کے لئے دوڑتے آ رہے ہیں مگر شاید ایک منٹ بھی نہیں گزرا ہوگا کہ مجھے رویاء میں یوں معلوم ہوتا ہے کہ جرمن سپاہی بہت پیچھے رہ گئے ہیں مگر میں چلتا چلا جاتا ہوں اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ زمین میرے پیروں کے نیچے سمٹی چلی جا رہی ہے۔ یہاں تک کہ میں ایک ایسے علاقہ میں پہنچا جو

## دامن کوہ

کہلانے کا مستحق ہے۔ ہاں جس وقت جرمن فوج نے حملہ کیا ہے رویاء میں مجھے یاد آتا ہے کہ کسی سابق نبی کی کوئی پیشگوئی ہے یا خود میری کوئی پیشگوئی ہے اس میں اس واقعہ کی خبر پہلے سے دی گئی تھی اور تمام نقشہ بھی بتایا گیا تھا کہ جب موعود اس مقام سے دوڑے گا تو اسی اس طرح دوڑے گا اور پھر فلاں جگہ جائے گا چنانچہ رویاء میں جہاں میں پہنچا ہوں وہ مقام اس پہلی پیشگوئی کے عین مطابق ہے۔ اور مجھے معلوم ہوتا ہے کہ پیشگوئی میں اس امر کا بھی ذکر ہے کہ ایک خاص راستہ ہے جسے میں اختیار کروں گا اور اس راستہ کے اختیار کرنے کی وجہ سے

## دنیا میں بہت اہم تغیرات

ہوں گے اور دشمن مجھے گرفتار کرنے میں ناکام رہے گا۔ چنانچہ جب میں یہ خیال کرتا ہوں تو اس مقام پر مجھے کئی پگ ڈنڈیاں نظر آتی ہیں جن میں سے کوئی کسی طرف جاتی ہے اور کوئی کسی طرف۔ میں ان پگ ڈنڈیوں کے بالمقابل دوڑتا چلا گیا ہوں تا معلوم کروں کہ پیشگوئی کے مطابق مجھے کس کس راستہ پر جانا چاہیئے اور میں اپنے دل میں یہ خیال کرتا ہوں کہ مجھے تو یہ معلوم نہیں کہ میں نے کس راستہ سے جانا ہے اور میرا کس راستہ سے جانا خدائی پیشگوئی کے مطابق ہے۔ ایسا نہ ہو میں غلطی سے کوئی ایسا راستہ اختیار کر لوں جس کا پیشگوئی میں ذکر نہیں اس وقت اس سڑک کی طرف جا رہا ہوں جو سب سے آخر میں بائیں طرف ہے۔ اس وقت میں دیکھتا ہوں کہ مجھ سے کچھ فاصلہ پر میرا ایک اور ساتھی ہے اور مجھے آواز دیکر کہتا ہے کہ اس سڑک پر نہیں دوسری سڑک پر جائیں اور میں اس کے کہنے پر اس سڑک کی طرف جو بہت دور ہٹ کر ہے واپس لوٹتا ہوں وہ جس سڑک کی طرف مجھے آواز دے رہا ہے انتہائی دائیں طرف ہے اور جس سڑک کو میں نے اختیار کیا تھا وہ انتہائی بائیں طرف تھی۔ پس چونکہ میں انتہائی بائیں طرف تھا اور جس طرف وہ مجھے بلا رہا تھا وہ انتہائی دائیں طرف تھی اسلئے میں لوٹ کر اس سڑک کی طرف چلا۔ مگر جس وقت میں پیچھے کی طرف واپس ہٹا ایسا معلوم ہوا کہ میں

## زبردست طاقت کے قبضہ میں

ہوں اور اس زبردست طاقت نے مجھے پکڑ کر درمیان میں سے گذرنے والی ایک پگ ڈنڈی پر چلا دیا۔ میرا ساتھی مجھے آوازیں دیتا چلا جاتا ہے کہ اس طرف نہیں اس طرف۔ اس طرف نہیں اس طرف مگر میں اپنے آپ کو بالکل بے بس پاتا ہوں اور درمیانی پگ ڈنڈی پر بھاگتا چلا جاتا ہوں اس جگہ کی شکل رویاء کے مطابق اس طرح بنتی ہے۔

جب تھوڑی دور چلا تو مجھے وہ نشانات نظر آنے لگے۔ جو پیشگوئی میں بیان کئے گئے تھے اور میں کہتا ہوں میں اسی راستہ پر آ گیا ہوں جو خدا تعالیٰ نے پیشگوئی میں بیان فرمایا تھا۔ اس وقت رویا میں میں اسکی کچھ توجیہہ بھی بیان کرتا ہوں کہ میں درمیانی پگ ڈنڈی پر جو چلا ہوں تو اس کا کیا مطلب ہے چنانچہ جس وقت میری آنکھ کھلی معاً مجھے خیال آیا کہ دایاں اور بایاں راستہ جو دو رویا میں دکھایا گیا ہے اس میں

## بائیں راستہ سے مراد

خالص دنیوی کوشش اور تدبیریں ہیں اور

## دائیں راستہ سے مراد

خالص دینی طریق دعا اور عبادتیں وغیرہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ

## ہماری جماعت کی ترقی

درمیانی راستے پر چلنے سے ہو گی۔ یعنی کچھ تدبیریں اور کوششیں ہوں گی اور کچھ دعائیں اور تقدیریں ہوں گی اور پھر یہ بھی میرے ذہن میں آیا کہ دیکھو قرآن شریف نے امت محمدیہ کو امۃ وسطاً قرار دیا ہے۔ اس وسطی راستہ پر چلنے کے یہی معنے ہیں کہ یہ امت اسلام کا کامل نمونہ ہوگی۔ اور چھوٹی پگ ڈنڈی کی یہ تعبیر ہے کہ راستہ گو درست راستہ ہے مگر اس میں مشکلات بھی ہوتی ہیں غرض میں اس راستہ پر چلنا شروع ہوا اور مجھے یوں معلوم ہوا کہ دشمن بہت پیچھے رہ گیا ہے اتنی دور کہ نہ اسکے قدموں کی آہٹ سنائی دیتی ہے اور نہ اس کے آنے کا کوئی امکان پایا جاتا ہے مگر ساتھ ہی میرے ساتھیوں کے پیروں کی آہٹیں بھی کمزور ہوتی چلی جاتی ہیں اور وہ بھی بہت پیچھے رہ گئے ہیں مگر میں دوڑتا چلا جاتا ہوں اور زمین میرے پیروں کے نیچے سمٹتی چلی جا رہی ہے۔ اس وقت میں کہتا ہوں کہ اس واقعہ کے متعلق جو پیشگوئی تھی اس میں یہ بھی بتایا گیا تھا کہ اس راستہ کے بعد پانی آئیگا اور اس پانی کو عبور کرنا بہت مشکل ہوگا اس وقت میں راستہ پر چلتا تو چلا جاتا ہوں مگر ساتھ ہی کہتا ہوں

## وہ پانی کہاں ہے؟

جب میں نے یہ کہا وہ پانی کہاں ہے تو یکدم میں نے دیکھا کہ میں ایک بہت بڑی جھیل کے کنارے پر کھڑا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس جھیل کے پار ہو جانا پیشگوئی کے مطابق ضروری ہے میں نے اس وقت دیکھا کہ جھیل پر کچھ چیزیں تیر رہی ہیں وہ ایسی لمبی ہیں جیسے سانپ ہوتے ہیں اور ایسی باریک اور ہلکی چیزوں سے بنی ہوئی ہیں جیسے بئے وغیرہ کے گھونسلے نہایت باریک تنکوں کے ہوتے ہیں۔ وہ اوپر سے گول ہیں جیسے اژدہا کی پیٹھ ہوتی ہے۔ اور رنگ ایسا ہے جیسے بئے کے گھونسلے سفیدی زردی اور خاکی رنگ ملا ہوا ہو وہ پانی پر تیر رہی ہیں اور ان کے اوپر کچھ لوگ سوار ہیں جو انکو چلا رہے ہیں۔ خواب میں میں سمجھتا ہوں

## بُت پرست قوم

ہے اور وہ چیزیں جن پر لوگ سوار ہیں ان کے بُت ہیں اور یہ سال میں ایک دفعہ اپنے بتوں کو نہلاتے ہیں اور اب بھی یہ لوگ اپنے بتوں کو نہلانے کی غرض سے مقررہ گھاٹ کی طرف سے جا رہے ہیں جب مجھے اور کوئی چیز پار لے جانے کے لئے نظر نہ آئی تو میں نے زور سے چھلانگ لگائی اور ایک بت پر سوار ہو گیا۔ تب میں نے سنا کہ بتوں کے پجاری زور زور سے۔

## مشرکانہ عقائد کا اظہار

منتروں اور گیتوں کے ذریعہ سے کرنے لگے۔ اس پر مَیں نے دل میں کہا کہ اس وقت خاموش رہنا غیرت کے خلاف ہے اور بڑے زور زور سے مَیں نے توحید کی دعوت ان لوگوں کو دینی شروع کی اور شرک کی بُرائیاں بیان کرنے لگا۔ تقریر کرتے ہوئے مجھے یوں معلوم ہوا کہ میری زبان

**اردو نہیں بلکہ عربی ہے**

چنانچہ مَیں عربی میں بول رہا ہوں اور بڑے زور سے تقریر کر رہا ہوں۔ رؤیا میں ہی مجھے خیال آتا ہے کہ ان لوگوں کی زبان تو عربی نہیں۔ یہ میری باتیں کس طرح سمجھیں گے مگر میں محسوس کرتا ہوں کہ گو ان کی زبان کوئی اور ہے مگر یہ میری باتوں کو خوب سمجھتے ہیں۔ چنانچہ مَیں اسی طرح ان کے سامنے

**عربی میں تقریر**

کر رہا ہوں اور تقریر کرتے ہوئے بڑے زور سے ان کو کہتا ہوں کہ تمہارے یہ بُت اس پانی میں غرق کئے جائیں گے اور خدائے واحد کی حکومت دنیا میں قائم کی جائیگی۔ ابھی مَیں یہ تقریر کر ہی رہا تھا کہ مجھے معلوم ہوا کہ اس کشتی نمایت والا جس پر مَیں سوار ہوں یا اس کے ساتھ کے بت والا بت پرستی کو چھوڑ کر

**میری باتوں پر ایمان**

لے آیا ہے اور موحّد ہو گیا ہے۔ اس کے بعد اثر بڑھنا شروع ہوا اور ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا اور تیسرے کے بعد چوتھا اور چوتھے کے بعد پانچواں شخص میری باتوں پر ایمان لاتا مشرکانہ عقائد کو ترک کرتا اور مسلمان ہوتا چلا جاتا ہے۔ اتنے میں ہم جھیل کے دوسری طرف پہنچ گئے۔ جب ہم جھیل کے دوسری طرف پہنچ گئے تو مَیں انکو حکم دیتا ہوں کہ بتوں کو جیسا کہ پیشگوئی میں بیان کیا گیا تھا پانی میں غرق کر دیا جائے۔ اس پر جو لوگ موحد ہو چکے ہیں وہ بھی اور جو ابھی موحد نہیں ہوئے مگر ڈھیلے پڑ گئے ہیں میرے سامنے جاتے ہیں اور میرے حکم کی تعمیل میں اپنے

**بتوں کو جھیل میں غرق**

کر دیتے ہیں اور مَیں خواب میں حیران ہوں کہ یہ تو کسی تیرنے والے مادے کے بنے ہوئے تھے یہ آسانی سے جھیل کی تہ میں کس طرح چلے گئے۔ صرف پجاری پکڑ کر ان کو پانی میں غوطہ دیتے ہیں اور وہ پانی کی گہرائی میں جا کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اس کے بعد مَیں کھڑا ہو گیا اور پھر انہیں تبلیغ کرنے لگ گیا۔ کچھ لوگ تو ایمان لا چکے تھے مگر باقی قوم جو ساحل پر تھی ابھی ایمان نہیں لائی تھی۔ اس لئے مَیں نے انکو تبلیغ کرنی شروع کر دی۔ یہ تبلیغ مَیں انکو عربی زبان میں ہی کرتا ہوں جب مَیں انہیں تبلیغ کر رہا ہوں تاکہ باقی لوگ بھی اسلام لے آئیں تو یکدم میری حالت میں تغیر پیدا ہوتا

ہے اور مجھے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اب مَیں نہیں بول رہا بلکہ

**خدا تعالیٰ کی طرف سے الہامی طور پر**

باتیں میری زبان پر جاری کی جا رہی ہیں جیسے خطبہ الہامیہ تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جاری ہوا۔ غرض میرا کلام اس وقت بند ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ میری زبان سے بولنا شروع ہو جاتا ہے اور بولتے بولتے مَیں بڑے زور سے ایک شخص کو جو غالباً سب سے پہلے ایمان لایا تھا۔ "غالباً" کا لفظ مَیں نے اس لئے کہا کہ مجھے یقین نہیں کہ وہی شخص پہلے ایمان لایا ہو۔ ہاں غالب گمان یہی ہے کہ وہی شخص پہلا ایمان لانے والا یا ایمان لانے والوں میں سے با اثر اور مفید وجود تھا۔ بہر حال میں یہی سمجھتا ہوں کہ وہ سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں سے ہے۔ اور مَیں نے اس کا اسلامی نام

**عبد الشکور**

رکھا ہے مَیں اس کو مخاطب کرتے ہوئے بڑے زور سے کہتا ہوں کہ جیسا کہ پیشگوئیوں میں بیان کیا گیا ہے مَیں اب آگے جاؤں گا۔ اس لئے اے عبد الشکور تجھ کو مَیں اس قوم میں اپنا نائب مقرر کرتا ہوں۔ تیرا فرض ہوگا کہ میری واپسی تک اپنی قوم میں توحید کو قائم کرے اور شرک کو مٹا دے اور تیرا فرض ہوگا کہ اپنی قوم کو

**اسلام کی تعلیم**

پر عامل بنائے۔ مَیں واپس آکر تجھ سے حساب لونگا اور دیکھوں گا کہ تجھے مَیں نے جن فرائض کی سر انجام دہی کے لئے مقرر کیا ہے۔ ان کو تو نے کہاں تک ادا کیا ہے۔ اس کے بعد وہی الہامی حالت جاری رہتی ہے۔ اور مَیں اسلام کی تعلیم کے اہم امور کی طرف اسے توجہ دلاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ تیرا فرض ہوگا کہ ان لوگوں کو سکھلائے کہ اللہ ایک ہے اور محمدؐ اس کے بندہ اور اس کے رسول ہیں اور کلمہ پڑھتا ہوں اور اس کے سکھانے کا اسے

حکم دیتا ہوں۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے کی اور آپکی تعلیم پر عمل کرنے کی اور سب لوگوں کو اس ایمان کی طرف بلانے کی تلقین کرتا ہوں۔ جس وقت مَیں یہ تقریر کر رہا ہوں (جو خود الہامی ہے) یوں معلوم ہوتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت اللہ تعالیٰ نے خود محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو میری زبان سے بولنے کی توفیق دی ہے اور آپؐ فرماتے ہیں **انا محمد عبدہ ورسولہ** اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر پر بھی ایسا ہی ہوتا ہے اور آپ فرماتے ہیں **انا المسیح الموعود** اس کے بعد مَیں انکو اپنی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ چنانچہ اس وقت جو فقرہ میری زبان پر جاری ہوا وہ یہ ہے۔ **وانا المسیح الموعود مثیلہ وخلیفتہ** اور مَیں بھی مسیح موعود ہوں یعنی اس کا مثیل اور اس کا خلیفہ ہوں۔ تب خواب ہی میں مجھ پر ایک رعشہ کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے اور مَیں کہتا ہوں کہ میری زبان پر کیا جاری ہوا اور اسکا کیا مطلب ہے کہ:

**مَیں مسیح موعود ہوں**

اس وقت معاً میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ اس کے آگے جو الفاظ ہیں کہ مثیلہ میں اسکا نظیر ہوں وخلیفتہ اور اسکا خلیفہ ہوں۔ یہ الفاظ اس سوال کو حل کر دیتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام کہ وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ اس کے مطابق اور اسے پورا کرنے کے لئے یہ فقرہ میری زبان پر جاری ہوا ہے اور مطلب یہ ہے کہ اس کا مثیل ہونے اور اس کا خلیفہ ہونے کے لحاظ سے ایک رنگ میں مَیں بھی مسیح موعود ہی ہوں۔ کیونکہ جو کسی کا نظیر ہوگا اور اس کے اخلاق کو اپنے اندر لیگا۔ وہ ایک رنگ میں اس کا نام پانے کا مستحق بھی ہوگا پھر مَیں تقریر کرتے ہوئے کہتا ہوں۔

**مَیں وہ ہوں**

جس کے ظہور کے لئے انیس سو سال سے کنواریاں منتظر بیٹھی تھیں اور جب مَیں کہتا ہوں کہ مَیں وہ ہوں جس کے لئے انیس سو سال سے کنواریاں اس سمندر کے کنارے انتظار کر رہی تھیں۔ تو مَیں نے دیکھا کہ کچھ نوجوان عورتیں جو ۷ یا ۹ ہیں جن کے لباس صاف ستھرے ہیں دوڑتی ہوئی میری طرف آتی ہیں مجھے السلام علیکم کہتی ہیں اور ان میں سے بعض برکت حاصل کرنے کے لئے میرے کپڑوں پر ہاتھ پھیرتی جاتی ہیں اور کہتی ہیں ہاں ہم تصدیق کرتی ہیں کہ ہم انیس سو سال سے آپکا انتظار کر رہی تھیں۔ اس کے بعد مَیں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ مَیں وہ ہوں جسے علوم اسلام اور علوم عربی اور اس زبان کا فلسفہ ماں کی گود میں اس کی دونوں چھاتیوں سے دودھ کے ساتھ پلائے گئے تھے۔ رؤیا میں جو

**ایک سابق پیشگوئی**

کی طرف مجھے توجہ دلائی گئی تھی۔ اس میں یہ بھی خبر تھی کہ جب وہ موعود بھاگے گا تو ایک ایسے علاقے میں پہنچے گا جہاں ایک جھیل ہوگی اور جب وہ اس جھیل کو پار کر کے دوسری طرف جائیگا۔ تو وہاں ایک قوم ہوگی جسکو وہ تبلیغ کرے گا اور وہ اس کی تبلیغ سے متاثر ہو کر مسلمان ہو جائیگی۔ تب وہ دشمن جس سے وہ موعود بھاگے گا اس قوم سے مطالبہ کرے گا کہ اس شخص کو ہمارے حوالے کیا جائے مگر وہ قوم انکار کر دیگی اور کہے گی ہم لڑکر مر جائیں گے مگر اسے تمہارے حوالے نہیں کریں گے چنانچہ خواب میں ایسا ہی ہوتا ہے جرمن قوم کی طرف سے مطالبہ ہوتا ہے کہ تم انکو ہمارے حوالے کر دو اس وقت میں خواب میں کہتا ہوں۔ یہ تو بہت تھوڑے ہیں اور دشمن بہت زیادہ ہے مگر وہ قوم باوجود اسکے کہ ابھی ایک حصہ انکا ایمان نہیں لایا بڑے زور سے اعلان کرتی ہے کہ ہم ہرگز انکو تمہارے حوالے کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ہم لڑکر فنا ہو جائیں گے مگر تمہارے اس مطالبہ کو تسلیم نہیں کریں گے تب مَیں کہتا ہوں کہ دیکھو وہ پیشگوئی بھی پوری ہو گئی اس کے بعد مَیں پھر انکو ہدایتیں دیکر اور بار بار توحید قبول کرنے پر زور دیکر اور اسلامی تعلیم کے مطابق زندگی بسر کرنے کی تلقین کر کے آگے

**کسی اور مقام کی طرف**

روانہ ہو گیا ہوں۔ اس وقت میں سمجھتا ہوں کہ اس قوم میں سے اور لوگ بھی جلدی جلدی ایمان لانے والے ہیں چنانچہ اسی لئے میں اس شخص سے جسے میں نے اس قوم میں اپنا خلیفہ مقرر کیا ہے کہتا ہوں کہ جب میں واپس آؤنگا تو اے عبد الشکور میں دیکھونگا کہ تیری قوم شرک چھوڑ چکی ہے اور اسلام کے تمام احکام پر کاربند ہو چکی ہے۔ یہ وہ رؤیا ہے جو میں نے جنوری ۱۹۴۴ء مطابق صلح ۱۳۲۳ھش دیکھی اور جو غالباً ۵ اور ۶ کی درمیانی شب بدھ اور جمعرات کی درمیانی رات کو ظاہر کی گئی۔"

(الفضل یکم فروری ۱۹۴۴ء)

---

# "مَیں قسم کھا کر یہ اعلان کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ہی پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق قرار دیا ہے"

## حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا حلفیہ بیان

۲۰ فروری ۱۹۴۴ء کو حضور نے ہوشیارپور کے اس تاریخی مقام پر جہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مصلح موعود پیدا ہونے کی بشارت دی تھی تقریر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"مَیں خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت قسم کھا کر یہ اعلان کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کے مطابق آپ کا وہ موعود بیٹا قرار دیا ہے جس نے زمین کے کناروں تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام پہنچانا ہے۔"

(الفضل ۲۴ فروری ۱۹۴۴ء)

# مُصلح موعود اور اُس کے اِلہامی نام

از مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس

۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک اشتہار شائع کیا جس میں بالہام الٰہی موعود لڑکے کی صفات حسنہ اور کمالات عالیہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ مسیحی نفس ہوگا علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔

ظاہر ہے کہ ایسے لڑکے کی پیشگوئی کرنا جو ایسی اعلےٰ درجہ کی صفات کا حامل ہوگا انسانی علم سے بالا ہے اور سوائے عالم الغیب خدا کے کوئی نہیں کرسکتا اور اس موعود لڑکے کی پیدائش کے نشان کے متعلق خود اللہ تعالےٰ نے آپ کو فرمایا:

"اے منکرو اور حق کے مخالفو اگر تم ہمارے بندہ کی نسبت شک میں ہو اگر تمہیں اس فضل و احسان سے کچھ انکار ہے جو ہم نے اپنے بندہ پر کیا تو اس نشانِ رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کرو اگر تم سچے ہو اور اگر تم پیش نہ کر سکو اور یاد رکھو کہ ہرگز پیش نہ کر سکو گے اور اس آگ سے ڈرو کہ جو نافرمانوں اور جھوٹوں اور حد سے بڑھنے والوں کے لئے تیار ہے فقط۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

پس موعود لڑکے کی پیدائش کا نشان ایک ایسا عظیم الشان نشان ہے جس کی نظیر پیش کرنے سے تمام دنیا عاجز ہے۔ آؤ اب ہم معلوم کریں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں کی رو سے آپ کی اولاد میں سے اس پیشگوئی کا کون مصداق ہے۔ قبل ازیں تعیین مصلح موعود کے متعلق احمدیہ لٹریچر میں بڑی بڑی بحثیں کی گئی ہیں لیکن میرے نزدیک اگر مندرجہ ذیل تحریروں کو بغور پڑھا جائے تو صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ مصلح موعود والی پیشگوئی کے مصداق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ ہیں۔

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بشیر اول کی وفات پر یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو ایک اشتہار سبز ورق پر شائع کیا جو بعد میں سبز اشتہار کے نام سے مشہور ہوا اس میں حضرت اقدس نے بشیر اول کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا۔

"اور مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے کہ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا پس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا اور نیز دوسرا نام اس کا محمود اور تیسرا نام اس کا بشیر ثانی بھی ہے اور ایک الہام میں اس کا نام فضل عمر ظاہر کیا گیا ہے اور ضرور تھا کہ اس کا آنا معرض التوا میں رہتا جب تک یہ بشیر جو فوت ہوگیا ہے پیدا ہو کر پھر واپس اٹھایا جاتا کیونکہ یہ سب امور حکمت الٰہیہ نے اس کے قدموں کے نیچے رکھے تھے اور بشیر اول جو فوت ہوگیا ہے بشیر ثانی کے لئے بطور ارہاص تھا"

(سبز اشتہار حاشیہ صفحہ ۲۱)

نیز فرمایا:-

"دوسری قسم رحمت کی جو ارسال المرسلین والنبیین والائمہ والاولیاء و خلفاء ہے جو ابھی ہم نے بیان کی ہے اس کی تکمیل کے لئے خدا تعالیٰ دوسرا بشیر بھیجے گا جیسا کہ بشیر اول کی موت سے پہلے ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں اس کے بارے میں پیشگوئی کی گئی ہے اور خدا تعالےٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا جس کا نام محمود بھی ہے، وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا یخلق اللّٰہ ما یشاء"

(سبز اشتہار حاشیہ صفحہ ۱۷)

اسی طرح حضرت اقدس نے ۴ دسمبر ۱۸۸۹ء کو حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے نام ایک خط لکھا جس میں آپ نے تحریر فرمایا:-

"ایک الہام میں اس دوسرے فرزند کا نام بھی بشیر رکھا چنانچہ فرمایا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا یہ وہی بشیر ہے جس کا دوسرا نام محمود ہے جس کی نسبت فرمایا کہ وہ اولوالعزم ہوگا اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا یخلق اللّٰہ ما یشاء"

ان عبارات سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوتے ہیں کہ (۱) مصلح موعود کے نام فضل، محمود، بشیر ثانی اور فضل عمر ہیں۔ (۲) اور یہ کہ وہ بشیر اول کے بعد پیدا ہوگا (۳) اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خلیفہ ہوگا کیونکہ اس کے ذریعہ دوسری قسم رحمت کی تکمیل ہوگی (۴) اور وہ دوسرا خلیفہ ہوگا جیسا کہ فضل عمر سے ظاہر ہے

۲۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو زیر عنوان "تکمیل تبلیغ" ایک اشتہار شائع کیا جس میں آپ نے تحریر فرمایا:-

"خدائے عزوجل نے جیسا کہ اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء اور اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں درج ہے اپنے لطف و کرم سے وعدہ دیا تھا کہ بشیر اول کی وفات کے بعد ایک دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا نام محمود بھی ہوگا اور اس عاجز کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ وہ اولوالعزم ہوگا اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا وہ قادر ہے جس طور سے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے سو آج ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں مطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۰۶ھ روز شنبہ میں اس عاجز کے گھر بفضلہ تعالیٰ ایک لڑکا پیدا ہوگیا ہے جس کا نام بالفعل محض تفاؤل کے طور پر **بشیر اور محمود** بھی رکھا گیا ہے اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی ... مجھے خواب میں اس مصلح موعود کی نسبت زبان پر جاری ہوا تھا:

اے فخرِ رسل قرب تو معلومم شد
دیر آمدہ ز راہ دور آمدہ

پس اگر حضرت باری جل شانہ کے ارادہ میں دیر سے مراد اسی قدر دیر ہے جو اس پسر کے پیدا ہونے میں جس کا نام تفاؤل کے طور پر بشیر الدین محمود احمد رکھا گیا ہے ظہور میں آئی تو تعجب نہیں کہ یہی لڑکا موعود لڑکا ہو"

(اشتہار تکمیل تبلیغ مطابق ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء)

سبز اشتہار کی عبارت سے قطعی طور پر ثابت ہے کہ جو لڑکا مصلح موعود ہوگا۔ اس کا نام بشیر اور محمود اور فضل عمر ہوگا اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی پیدائش پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کا نام بشیر اور محمود تفاؤل کے طور پر رکھا اور ظاہر کیا کہ تعجب نہیں یہی لڑکا موعود اور مصلح موعود ہو۔ لیکن کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی اس بات کو خوب یاد رکھو کہ سبز اشتہار میں جس محمود اور بشیر کی پیدائش کا ذکر ہے وہی مصلح موعود ہے کیونکہ سبز اشتہار میں یہ واضح کر دیا گیا ہے یہ مصلح موعود کے نام ہیں اب ہم بتلاتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اشتہار تکمیل تبلیغ کے بعد ایفائے عہد کے طور پر اپنی متعدد کتب میں سبز اشتہار والے موعود لڑکے کا مصداق حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کو قرار دیا ہے۔

(۱) چنانچہ حضرت اقدس نے ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۱۵ مطبوعہ ۱۸۹۷ء میں تحریر فرمایا۔

"محمود جو میرا بڑا لڑکا ہے اس کی پیدائش کی نسبت سبز اشتہار میں صریح پیشگوئی محمود نام کی موجود ہے۔"

(۲) اور فرماتے ہیں:-

"پانچویں پیشگوئی میں نے اپنے لڑکے محمود کی پیدائش کی نسبت کی تھی کہ وہ اب پیدا ہوگا اور اس کا نام محمود رکھا جائے گا اور اس پیشگوئی کی اشاعت کے لئے سبز ورق کے اشتہار شائع کئے گئے تھے جو اب تک موجود ہیں اور ہزارہا آدمیوں میں تقسیم ہوئے تھے چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی میعاد میں پیدا ہوا اور اب وہ نویں سال میں ہے" (سراج منیر صفحہ ۳۴ مطبوعہ ۱۸۹۷ء)

اور فرماتے ہیں:-

"محمود جو میرا بڑا بیٹا ہے اس کے پیدا ہونے کے بارے میں اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء اور نیز اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں جو سبز رنگ کے کاغذ پر چھاپا گیا تھا پیشگوئی کی گئی تھی اور سبز رنگ کے اشتہار میں یہ بھی لکھا گیا کہ اس پیدا ہونے والے لڑکے کا نام محمود رکھا جائیگا ... پھر جب کہ اس پیشگوئی کی شہرت بذریعہ اشتہارات کامل درجہ پر پہنچ چکی تب خدا تعالےٰ کے فضل اور رحم سے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو مطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۰۶ھ میں بروز شنبہ محمود پیدا ہوا۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۴۲ ۱۸۹۹ء)

(۴) **بشیر اوّل** کی وفات کا ذکر کر کے فرماتے ہیں۔

"تب خدا تعالےٰ نے ایک دوسرے لڑکے کی مجھے بشارت دی چنانچہ میرے سبز اشتہار کے ساتویں صفحہ میں اس دوسرے لڑکے کے پیدا ہونے کے بارے میں یہ بشارت ہے

دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا دوسرا نام محمود ہے وہ اگرچہ اب تک جو یکم ستمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا مگر خدا تعالیٰ کے وعدے کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں یہ ہے عبارت سبز اشتہار کے صفحہ ۷ کی جس کے مطابق جنوری ۱۸۸۹ء میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمود رکھا گیا اور اب تک بفضلہٖ تعالیٰ زندہ موجود ہے اور ستر ھویں سال میں ہے۔" حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۶۶ مطبوعہ ۱۹۰۷ء)

ان عبارات سے ظاہر ہے کہ جس لڑکے کا نام "اشتہار" تکمیل تبلیغ" میں تفاؤل کے طور پر بشیر اور محمود رکھا گیا تھا اور اسے مصلح موعود قرار دیا تھا بعد میں کامل انکشاف کے بعد آپ نے "بشیر ثانی اور محمود" کی پیشگوئی کا مصداق جس کا ذکر سبز اشتہار میں کیا گیا قطعی اور یقینی طور پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو قرار دیا اور سبز اشتہار میں اس امر کی تشریح کی گئی جیسا کہ سبز اشتہار کی اصل عبارت اوپر درج کی جا چکی ہے کہ محمود اور بشیر اور فضل عمر مصلح موعود کے نام ہیں اس سے روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کے مصداق ہیں اور خدا تعالیٰ نے آپ پر بذریعہ رویائے صادقہ منکشف فرمایا کہ آپ ہی مصلح موعود والی پیشگوئی کے مصداق ہیں چنانچہ حضور نے ۲۸ جنوری ۱۹۴۴ء بروز جمعۃ المبارک خطبہ جمعہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم پاکر اپنے مصلح موعود ہونے کا اعلان فرمایا۔ حضور فرماتے ہیں:-

"خدا تعالیٰ نے اپنی مشیت کے ماتحت آخر اس امر کو ظاہر کر دیا اور مجھے اپنی طرف سے علم بھی دے دیا کہ مصلح موعود کی پیشگوئی سے تعلق رکھنے والی پیشگوئیاں میرے متعلق ہیں۔ آج پہلی دفعہ میں نے وہ تمام پیشگوئیاں پڑھیں اور اب ان پیشگوئیوں کو پڑھنے کے بعد میں خدا تعالیٰ کے فضل سے یقین اور وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے یہ پیشگوئی میرے ذریعہ سے ہی پوری کی ہے"

(الفضل یکم فروری ۱۹۴۴ء)

اور دنیا جانتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم قرآن بخشا اور کوئی نہیں جو معارف قرآنیہ کے بیان کرنے میں آپ کا مقابلہ کر سکے آپ کے ذریعہ ہزارہا بلکہ لاکھوں لوگوں نے روحانی برکت پائی اور زمین کے کناروں تک آپ نے شہرت پائی اور دنیا کی مختلف پا رہی ہیں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا

میں محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی حکومت قائم کرنے کے لئے آپ کو لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین۔

---

# دُعا

مری ناتوانی کو تاب و تواں دے
مری کہنہ سالی کو عزمِ جواں دے

تمنا ہے خدمت کروں تیرے دیں کی
یہ ممکن ہو جس سے وہ سوزِ نہاں دے

بلاغ صداقت کی حسرت ہے مجھ کو
مری بے زبانی کو سحرِ زباں دے

بیاں کر سکوں تیرے قرآں کی عظمت
مری خامشی کو شکوہِ بیاں دے

جگا دے بشر کو جو خوابِ گراں سے
وہ بیتاب نالہ وہ مضطر فغاں دے

مجھے حق پرستی کی قوت عطا کر
دماغ و دل آزادِ سود و زیاں دے

میں اک آبجو ہوں ذرا سی تو مجھ کو!
مذاقِ ہم آغوشیٔ بیکراں دے

وہ غم جس کا حاصل ہے کیفِ حضوری
مری روح کو وہ غمِ جاوداں دے

نہ فخرِ بہاراں نہ رنجِ خزاں ہو
دلِ بے نیازِ بہار و خزاں دے

میں دشمن کے دکھ پر بھی آنسو بہاؤں
کچھ ایسا دلِ دردمندِ جہاں دے

گدا ہوں شکوہِ سکندر عطا کر!
کفِ خاک ہوں رفعتِ آسماں دے

سمن زار دے طائرِ نغمہ خواں کو
سمن زار کو طائرِ نغمہ خواں دے

فضاؤں کی وسعت مرے واسطے کھول
مرے بال و پر کو یہ پنہائیاں دے

مکانی مری خاک! تو لامکانی!
مجھے دست پرِ دکِ درِ لامکاں دے

تہی ہے مرے دل کا ساغر تہی ہے
مئے ارغواں دے! مئے ارغواں دے

جہاں میں نہیں میرا نام و نشاں کچھ
جو مقبولِ حق ہو وہ نام و نشاں دے

جبیں جس جگہ جھک کے پاتی ہے راحت
جبینِ محبت کو وہ آستاں دے

مسلماں کو پھر سے مسلماں بنا دے
اسے پھر زمامِ زمان و مکاں دے!

جو کھوئی ہوئی ہے وہ عظمت عطا کر ٭ وہ گزری ہوئی شوکتِ باستاں دے

سعید احمد اعجاز

173

# اللہ تعالیٰ کا ایک زندہ و تابندہ نشان — پیشگوئی مصلح موعود

شیخ خورشید احمد

## اللہ تعالیٰ کے زندہ و تابندہ نشان

روحانی مصلحین الٰہی تائید و نصرت کے زندہ و تابندہ نشان ہوتے ہیں۔ انہیں غیر معمولی مقبولیت بخشی جاتی ہے۔ الٰہی نوشتے اور وعدے حیرت انگیز طور پر ان کی ذات میں پورے ہوتے ہیں۔ ان کے کارنامے اور پھر ان کارناموں کے عظیم الشان نتائج اور شیریں ثمرات خود ان کے مصلح ہونے کا ناقابلِ تردید ثبوت ہوتے ہیں۔

ہمارا ایمان اور یقین ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے جس عظیم الشان آسمانی وجود کی بشارت دی تھی وہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے وجود باجود میں پوری ہو چکی ہے حضور ہی وہ مصلح موعود ہیں جن کے ساتھ اسلام اور احمدیت کی ترقی وابستہ کی گئی تھی پیشگوئی مصلح موعود میں بیان کردہ ایک ایک علامت اور ایک ایک نشانی حضور کے ذریعہ پوری ہوئی اور سب سے بڑھکر یہ کہ آپ کے عظیم الشان کارنامے اور ہر ہر قدم پر اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت اس امر کی کھلی کھلی گواہی دے رہی ہے کہ آپ ہی پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق ہیں۔

جن لوگوں نے آپ کی خلافت کا انکار کیا وہ اپنی وجاہت اپنے علم اور اپنے تمام تر اثر و رسوخ کے باوجود کامیاب نہ ہو سکے۔ اور جو لوگ خود اپنے تئیں مصلح موعود قرار دیتے رہے یا اب دیتے ہیں۔ ان کی گمنامی کس مپرسی اور ناکامی و نامرادی خود ان کے باطل ہو جانے کا قطعی ثبوت ہے۔

حق یہ ہے کہ الٰہی تائید و نصرت، غیر معمولی مخالفت کے باوجود غیر معمولی کامیابی اور مقبولیت ہی وہ امتیازی خصوصیت ہے جو سچے اور جھوٹے میں واضح فرق کرکے دکھاتی ہے۔ چنانچہ خود قرآن مجید نے بھی یہی بتایا ہے۔

الآ ان حزب اللہ
ھم الغالبون

یعنی الٰہی مصلحین کی ترقی اور مخالفت کے باوجود ان کی اپنے مقاصد میں کامیابی ہی ان کی صداقت کی دلیل ہوتی ہے۔

اور اس زمانہ کے مامور و مرسل سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی نصرت الٰہی کو ہی سچے اور جھوٹے میں امتیاز کرنے والا معیار قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"خدا کی طرف سے ہونے اور دخل شیطان سے پاک ہونے کا معیار کیا ہے؟ یہی معیار ہے کہ اس کے ساتھ نصرتِ الٰہی ہو۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۲۹۶)

مندرجہ بالا معیار کی رو سے حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود اور آپ کی جماعت ہی سچی ثابت ہوتی ہے۔ منکرین خلافت اور دیگر مدعیان مصلح موعود اپنی تمام تر کوشش کے باوجود پہلے بھی ناکام رہے اور آئندہ بھی انشاء اللہ ناکام ہی رہیں گے۔ کیونکہ ؎

ہے یہ تقدیر خداوند کی تقدیروں سے

پیشگوئی مصلح موعود اور اس کے نہایت ایمان افروز رنگ میں پورا ہونے کی کسی قدر تفصیل درج ذیل کی جاتی ہے۔

## پیشگوئی مصلح موعود کی اہمیت

۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک اشتہار شائع فرمایا جو اخبار ریاض ہند امرتسر مورخہ یکم مارچ ۱۸۸۶ء میں بطور ضمیمہ شائع ہوا اس میں حضور نے سب سے پہلے مصلح موعود کی بشارت دی۔

اس کے بعد مورخہ ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کو حضور نے ایک اور اشتہار شائع کیا۔ جس میں اس پیشگوئی کی اہمیت واضح کرتے ہوئے تحریر فرمایا۔

"یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان آسمانی نشان ہے جس کو خدائے کریم جل شانہ نے ہمارے نبی کریم رؤف و رحیم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کیلئے ظاہر فرمایا ہے اور درحقیقت یہ نشان ایک مردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ و اولیٰ و اکمل و افضل و اتم ہے۔ کیونکہ مردہ کے زندہ کرنے کی حقیقت یہی ہے کہ جناب الٰہی میں دعا کرکے ایک روح کو واپس منگوایا جاوے اور ایسا مردہ زندہ کرنا حضرت مسیح اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی نسبت بائبل میں لکھا گیا ہے۔ جس کی نسبت معترضین کو بہت ہی کلام ہے اور پھر باوصف ان سب عقلی نقلی جرح قدح کے یہ بھی منقول ہے کہ ایسا مردہ صرف چند منٹ کے لئے زندہ رہتا تھا۔ اور پھر دوبارہ اپنے عزیزوں کو دوہرے ماتم میں ڈالکر اس جہان سے رخصت ہو جاتا تھا جس کے دنیا میں آنے سے نہ دنیا کو کچھ فائدہ پہنچتا تھا۔ اور نہ خود اسکو آرام ملتا تھا اور نہ اسکے عزیزوں کو کوئی سچی خوشی حاصل ہوتی تھی۔ سو اگر حضرت مسیح علیہ السلام کی دعا سے بھی کوئی روح دنیا میں آئی تھی تو درحقیقت اس کا آنا نہ آنا برابر تھا اور اگر بفرض محال ایسی روح کئی سال جسم میں باقی بھی رہی۔ تب بھی ایک ناقص روح کسی رذیل یا دنیا پرست کی جو حدؔ من الناس ہے دنیا کو کیا فائدہ پہنچا سکتی تھی۔ مگر اس جگہ بفضلہ تعالیٰ و احسانہ و ببرکت حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم خداوند کریم نے اس عاجز کی دعا کو قبول کرکے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔ سو اگرچہ بظاہر یہ نشان احیاء موتیٰ کے برابر معلوم ہوتا ہے مگر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہ نشان مردوں کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ بہتر ہے۔ مُردہ کی روح بھی دعا سے واپس آتی ہے اور اس جگہ بھی دعا سے ایک روح ہی منگائی گئی ہے۔ مگر ان روحوں اور اس روح میں لاکھوں کوسوں کا فرق ہے۔"

## نو برس کی میعاد

اس اشتہار میں حضور نے اس موعود فرزند کی پیدائش کی میعاد بھی بتادی۔ حضور فرماتے ہیں

"ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی ۹ برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔ بہرحال اس عرصہ کے اندر پیدا ہو جائے گا۔"

۸ اپریل ۱۸۸۶ء کے ایک اشتہار میں بھی حضور نے اس میعاد کا ذکر فرمایا حضور تحریر فرماتے ہیں:۔

"بعض صاحبوں نے ..... یہ نکتہ چینی کی ہے کہ نو برس کی حد جو پسر موعود کے لئے بیان کی گئی ہے۔ یہ بڑی گنجائش کی جگہ ہے۔ ایسی لمبی میعاد تک تو کوئی نہ کوئی لڑکا پیدا ہو سکتا ہے۔ سو اول تو اس کے جواب میں یہ واضح ہو کہ جن صفات خاصہ کے ساتھ لڑکے کی بشارت دی گئی ہے کسی لمبی میعاد سے گو وہ نو برس سے دوچند ہوتی۔ اس کی عظمت اور شان میں کچھ فرق نہیں آسکتا۔ بلکہ صریح دلی انصاف ہر ایک انسان کا شہادت دیتا ہے کہ ایسی اعلیٰ درجہ کی خبر جو ایسے نامی اور اخص آدمی کے تولد پر مشتمل ہے۔ انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے۔ اور دعا کی قبولیت پر ایسی خبر کا ملنا بیشک یہ بڑا بھاری آسمانی نشان ہے۔ نہ یہ کہ صرف پیشگوئی ہے۔"

## بشیر ثانی اور محمود مصلح موعود ہی کے نام ہیں

مندرجہ بالا حوالوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نو برس کے اندر ایک عظیم الشان صفات کے حامل فرزند کی بشارت دی ہے جس کے ذریعہ "دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہوتا" مقدر تھا۔ حضور علیہ السلام کے اس موعود فرزند کے دو الہامی نام "بشیر ثانی" اور "محمود" بھی تھے چنانچہ حضور علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"دوسرا لڑکا جس کی نسبت الہام نے بیان کیا کہ دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا دوسرا نام محمود ہے وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے۔ پیدا نہیں ہوا مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں۔ پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔"

(۲) "خدا تعالیٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا جس کا نام محمود بھی ہے وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا یخلق اللہ ما یشاء اور خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی حقیقت میں دو سعید لڑکوں کے پیدا

ہونے پر مشتمل تھی۔ اور اس عبارت تک کہ مبارک ہے۔ وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ پہلے بشیر کی نسبت پیشگوئی ہے کہ جو روحانی طور پر نزول رحمت کا موجب ہوا اور اس کے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔"

مندرجہ بالا دونوں حوالوں سے یہ امر بالکل واضح اور صاف ہو جاتا ہے کہ جس عظیم الشان صفات کے حامل لڑکے کے لئے اللہ تعالیٰ نے نو برس کی میعاد مقرر فرمائی تھی اور جس کا ذکر ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں کیا گیا ہے اس کا ایک نام بشیر ثانی اور دوسرا نام محمود بھی ہے۔

## حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے مصلح موعود کی پیدائش کا اعلان

یہ موعود فرزند یعنی ہمارے موجودہ امام سیدنا حضرت امیرالمومنین متعنا اللہ بطول حیاتہ ۹ برس کی مقررکردہ میعاد کے اندر یعنی ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوئے۔ حضور کی پیدائش کے بعد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے متعدد مواقع پر اعلان فرمایا کہ ۹ برس کی میعاد کے اندر جس موعود فرزند نے پیدا ہونا تھا۔ اور جس کا نام محمود اور بشیر ثانی بھی تھا۔ وہ ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہو چکا ہے۔

چنانچہ حضور اپنی کتاب سراج منیر میں تحریر فرماتے ہیں:۔

(۱) "پانچویں پیشگوئی میں نے اپنے لڑکے محمود کی پیدائش کی نسبت کی تھی۔ کہ وہ اب پیدا ہوگا۔ اور اس کا نام محمود رکھا جائے گا۔ اور اس پیشگوئی کی اشاعت کے لئے سبز ورق کے اشتہار شائع کئے گئے تھے۔ جو اب تک موجود ہیں اور ہزاروں آدمیوں میں تقسیم ہوئے تھے۔ چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی میعاد میں پیدا ہوا اور اب نویں سال میں ہے۔"

(۲) حقیقۃ الوحی میں حضور تحریر فرماتے ہیں:

"میرے سبز اشتہار کے ساتویں صفحہ میں اس دوسرے لڑکے کے پیدا ہونے کے بارے میں یہ بشارت ہے۔ کہ دوسرا بشیر دیا جائے گا۔ جس کا دوسرا نام محمود ہے...... اس کے مطابق جنوری ۱۸۸۹ء میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمود رکھا گیا"

مندرجہ حوالوں سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں جس فرزند موعود کی خبر دی تھی۔ اس کا ایک الہامی نام بشیر ثانی اور دوسرا محمود بھی تھا اور حضور علیہ السلام نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ ہی کو بشیر ثانی اور محمود قرار دیا اور آپ کی پیدائش کے بعد متعدد مواقع پر یہ اعلان فرمایا کہ یہ موعود فرزند پیدا ہو چکا ہے۔

حضور کے اس قطعی فیصلہ کے بعد ہر سچے احمدی کا یہ فرض ہو جاتا ہے۔ کہ وہ حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃ ثانی ایدہ اللہ ہی کو مصلح موعود یقین کرے اور اگر کوئی شخص احمدی کہلا کر اس فیصلہ کو نہیں مانتا تو خود سوچ لیجئے کہ اس کی احمدیت کی کیا حقیقت باقی رہ جاتی ہے:

## پیشگوئی مصلح موعود کی علامات

مندرجہ بالا سطور میں ہم نے اس پیشگوئی کی اہمیت واضح کی ہے۔ اور یہ بتایا ہے کہ یہ موعود فرزند مقررہ میعاد کے اندر پیدا ہوا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اس کی پیدائش کا اعلان فرما کر یہ بتا دیا کہ مصلح موعود کون ہے۔ اب ہم یہ بتاتے ہیں کہ پیشگوئی مصلح موعود میں جو علامات بتائی گئی ہیں۔ وہ بھی ہمارے امام اور خلیفہ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی کے ذریعے ہی پوری ہوئی ہیں۔

مصلح موعود کی مندرجہ ذیل چار واضح علامات بتائی گئی تھیں

(۱) اس کے ذریعے دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہوگا۔

(۲) وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔

(۳) وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا۔

(۴) وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔

یہ چاروں علامتیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ذریعے بڑی شان کے ساتھ پوری ہو چکی ہیں۔ اور ہو رہی ہیں۔ بلکہ بلا مبالغہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضور کی زندگی کا اور بالخصوص حضور کے عہدِ خلافت کا ایک ایک دن یہ ثابت کر رہا ہے۔ کہ یہ علامتیں حضور ہی کی ذات گرامی پوری ہوئی ہیں۔

## زمین کے کناروں تک تبلیغ اسلام اور اشاعت قرآن پاک

(۱) پہلی اور دوسری علامت کے پورا ہونے کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی زیر ہدایت اس وقت قریباً دو سو مجاہدین یورپ۔ امریکہ۔ افریقہ اور ایشیا کے قریباً تمام اہم ممالک میں دین اسلام کو پھیلانے میں مصروف ہیں اور اس میں جو کامیابی حاصل ہو رہی ہے۔ اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ ان کے ذریعے سے ہزاروں ہزار سعید روحیں اسلام میں داخل ہو چکی ہیں۔ ۲۹۰ مساجد تعمیر ہو چکی ہیں۔ جن میں افریقہ اور انڈونیشیا کی متعدد عظیم الشان مساجد کے علاوہ لندن۔ ہالینڈ۔ فرینکفورٹ، ہمبرگ کی شاندار مساجد بھی شامل ہیں۔ سوئٹزرلینڈ کی مسجد زیر تعمیر ہے اور ابھی ڈنمارک پیرس روم نیورمبرگ ناروے اور نیویارک میں بھی مساجد تعمیر کرنے کا پروگرام ہے۔

کلام اللہ کا مرتبہ دنیا پر ظاہر کرنے کے لئے اس وقت تک حضرت المصلح الموعود کی زیر قیادت جماعت احمدیہ انگریزی ڈچ اور جرمنی زبان میں قرآن پاک کے تراجم دیدہ زیب صورت میں شائع کر چکی ہے افریقہ کی سواحیلی زبان میں بھی ترجمہ مع تفسیری نوٹوں کے شائع ہو چکا ہے۔ فرانسیسی زبان میں ترجمہ زیر طبع ہے۔ روسی زبان میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے۔ اور اب اس پر نظر ثانی ہو رہی ہے۔ اس کے علاوہ دنیا کی آٹھ دیگر اہم زبانوں میں بھی تراجم قرآن پاک کی اشاعت کا انتظام کیا جا رہا ہے۔

تراجم قرآن پاک کے علاوہ دیگر اسلامی لٹریچر کی اشاعت پر جماعت اپنے مرکزی فنڈ سے کم و بیش چالیس ہزار روپیہ سالانہ خرچ کر رہی ہے۔ اور بعض اہم دینی کتب انگریزی فرانسیسی ہسپانوی جرمنی چینی عربی اور سنہالی زبانوں میں ترجمہ کر کے شائع کر چکی ہے یہ نہایت وسیع تبلیغی نظام جو نہایت کامیابی کے ساتھ جاری ہے۔ بلکہ ہر لمحہ وسیع سے وسیع تر ہوتا جا رہا ہے۔ اس امر کا ناقابل تردید ثبوت ہے۔ کہ "دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ" دنیا پر ظاہر کرنے اور دنیا کے کناروں تک شہرت پانے کی جو علامتیں اللہ تعالیٰ نے مصلح موعود کے لئے مقرر کی ہیں وہ اپنی پوری شان کے ساتھ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے وجود باوجود کے ذریعے پوری ہو رہی ہیں ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

## اعتراف حقیقت

ان علامتوں کے پورا ہونے کے صرف اپنے ہی نہیں بلکہ مخالف بھی معترف ہیں۔ چنانچہ ایک مخالف اخبار جماعت احمدیہ کا ذکر کر کے لکھتا ہے "قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ مکمل ہو چکا ہے قرآن کریم کے مختلف سات زبانوں میں جو ترجمے ہو رہے تھے وہ بھی پایہ تکمیل کو پہنچ گئے ہیں فرانس اٹلی سوئٹزرلینڈ شمالی اور جنوبی امریکہ افریقہ مصر فلسطین عراق ایران جزائر شرق الہند وغیرہ میں بھی مبلغ متعین ہیں سن رہے ہیں۔ ہمارے علمائے کرام!...... انکا حریف اتنی دور نکل گیا ہے کہ تعاقب کے لئے بہت ہمت چاہیئے"۔

(احراری اخبار زمزم ۳ر جنوری ۱۹۴۷ء)

## مصلح موعود کی دو اور علامتیں

مصلح موعود کی بقیہ دو علامتیں یہ تھیں کہ وہ

(۱) وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم اور اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔

(۲) وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔

یہ دونوں علامتیں بھی اللہ کے فضل سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ میں ایسے رنگ میں اور ایسی شان سے موجود ہیں کہ کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ آپ کا اڑتالیس سالہ طویل عہد خلافت ایک کھلی ہوئی کتاب کی طرح اپنوں اور غیروں کے سامنے موجود ہے آپ کی عظیم الشان، دینی قومی اور ملی خدمات آپ کی ایک سے ایک بڑھ کر پر معارف اور معرکۃ الآرا تقاریر آپ کی بصیرت افروز تصانیف ہر پہلو سے جماعت کی ترقی کے لئے آپ کی کامیاب مساعی اور اس کے عظیم الشان نتائج یہ سب کے سب امور زندہ اور قطعی ثبوت ہیں۔ آپ کے فہیم و ذہین اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر ہونے کے باوجود اس کے کہ آپ مالی قربانیوں کے لحاظ سے بھی ساری جماعت کے لئے ایک نمونہ ہیں اللہ تعالیٰ نے آپکا مال و دولت میں بھی غیر معمولی برکت ڈالی اور اسطرح دینی اور دنیاوی دونوں لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو "صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت" بنایا اور اس طرح پیشگوئی مصلح موعود کی اس علامت کو بھی آپ کی ذات گرامی میں پورا کیا۔ الحمد للہ

## اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے ایمان افروز نظارے

جیسا کہ مضمون کے شروع میں قرآن پاک اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالوں سے عرض کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف آنے والے مصلحین کی صداقت کا ایک بہت ہی واضح ثبوت وہ نصرت و تائید ہوتی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ ہر رنگ میں انکی کرتا ہے۔ یہ نصرت و تائید بھی آج صرف جماعت احمدیہ اور اس کے مقدس امام کو ہی حاصل ہے۔ اس نصرت و تائید کا سب سے بڑا ثبوت تو یہی ہے۔ کہ آج صرف حضرت المصلح الموعود اطال اللہ بقاءہ ہی کی جماعت کو دنیا کے کونے کونے میں اسلام کی تبلیغ اور قرآن پاک کی اشاعت کی توفیق مل رہی ہے۔ اس کے علاوہ جماعت پر فتنوں اور ابتلاؤں اور مخالفتوں کے جو شدید دور آتے رہے اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان نازک دوروں کو جماعت کی تباہی کی بجائے اس کی ترقی کا موجب بنایا گیا وہ الٰہی تائید و نصرت کا یقینی اور قطعی ثبوت نہیں ہے؟ پھر جماعت احمدیہ حضور کی زیر قیادت مستقل طور پر اشاعت اسلام کے لئے جو محیر العقول مالی قربانیاں پیش کر رہی ہے کیا اس کی کوئی اور مثال دنیا کے پردے پر موجود ہے؟ ان مالی قربانیوں کا کسی قدر اندازہ صرف اس امر سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ ۱۹۳۴ء میں جب حضور نے بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام کے لئے تحریک جدید کا آغاز فرمایا تو حضور نے جماعت سے صرف ستائیس ہزار روپے کا مطالبہ کیا تھا۔ مگر آج جماعت احمدیہ اسی تحریک جدید کے تحت ۲۴ لاکھ روپیہ سالانہ خرچ کر رہی ہے۔ اور یہ رقم دیگر تمام جماعتی چندوں کے علاوہ ہے۔

## خلاصہ مضمون

الغرض حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نہ صرف اس لئے مصلح موعود ہیں۔ کہ آپ پیشگوئی مصلح موعود کی مقررکردہ میعاد کے اندر پیدا ہوئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی آپ کو مصلح موعود قرار دیا بلکہ پیشگوئی کی تمام علامات بھی آپ ہی کے ذریعے پوری ہوئیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

# مصلح موعود کی ایک علامت — "وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا"

## حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی فہم و فراست کا ایک واضح ثبوت

★ (مکرم عباد اللہ صاحب گیانی) ★

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے علم پاکر مصلح موعود کے متعلق پیشگوئی میں جس قدر بھی نشانیاں بیان فرمائی ہیں وہ سب کی سب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ کے بابرکت وجود میں صادق آرہی ہیں من جملہ ان نشانیوں کے ایک نشان یہ بھی ہے کہ مصلح موعود سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی پاکیزہ زندگی حضور کے بیان کردہ روح پرور خطبات اور ایمان افروز فرمودات سب کے سب حضور کے سخت ذہین و فہیم ہونے پر دال ہیں اور اپنے اور بیگانے سبھی اس کے معترف ہیں ہم اپنے اس مضمون میں اسی تعلق میں چند ایک باتیں احباب کی خدمت میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔

جن دنوں پاکستان معرض وجود میں آرہا تھا اور پنجاب کی تقسیم کے چرچے چھڑ رہے تھے۔ سکھ لیڈر پنجاب کی تقسیم پر بغلیں بجا رہے تھے اور وہ اس میں اپنی فتح تصور کر رہے تھے۔ کیونکہ یہ تقسیم ان کے مطالبہ پر ہی عمل میں لائی جا رہی تھی۔ جیسا کہ ایک سکھ ودوان کا بیان ہے کہ:-

"پاکستان کے مطالبہ کو لنگڑا کرنے کے لئے شرومنی اکالی دل نے آزاد پنجاب اور آزاد سکھ سٹیٹ کا مطالبہ کیا ..... سکھوں نے پورے پنجاب کو پاکستان سے بچا کر ہند میں رکھنے کے لئے اسمبلی میں اس کے حق میں فیصلہ کیا۔ پاکستان کی سرحد دہلی کی بجائے واہگہ مقرر ہوئی"

(ترجمہ از سنت سپاہی جون ۱۹۶۱ء)

مشہور سکھ لیڈر جناب ماسٹر تارا سنگھ جی نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ:-

"ہمارا ہمیشہ یہ مطالبہ رہا کہ اگر پاکستان وجود میں آئے تو ہمارے لئے آزاد سکھ سٹیٹ بنائی جائے ...... ہمارا یہ مطالبہ انگریز نے ٹھکرا دیا۔ انگریز نے کہا کہ تمہاری اکثریت کسی جگہ بھی نہیں ہے اس لئے یہ نہیں بن سکتی۔ تم چاہو تو تمام پنجاب کو پاکستان میں شامل کر لو۔ چاہو تو نصف پنجاب کو۔ تمہارا یہی مطالبہ منظور کیا جا سکتا ہے۔ ہم نے پنجاب تقسیم کروا دیا"

(ترجمہ از رسالہ سنت سپاہی اپریل ۱۹۵۰ء)

سیدنا حضرت مصلح موعود اطال اللہ بقاءہ نے اپنی خداداد ذہانت سے اسی وقت یہ معلوم کر لیا کہ پنجاب کی یہ تقسیم جسے سکھ لیڈر اپنا بہت بڑا کارنامہ اور کامیابی سمجھ رہے ہیں انجام کار سکھ قوم کی سیاسی سماجی۔ اقتصادی اور تجارتی تباہی اور ہلاکت کا باعث ہوگی۔ حضور نے ۱۷ جون ۱۹۴۷ء کو ایک ٹریکٹ "سکھ قوم کے نام دردمندانہ اپیل" کے نام پر شائع فرمایا۔ اس میں حضور نے لکھا کہ:-

"اس بٹوارہ سے ہندوؤں کو بے انتہا فائدہ پہنچا ہے مسلمانوں کو اخلاقی طور پر فتح حاصل ہوئی ہے۔ لیکن مادی طور پر نقصان۔ سکھوں کو مادی طور پر بھی اور اخلاقی طور پر بھی نقصان پہنچا ہے گویا سب سے زیادہ گھاٹا سکھوں کو ہوا ہے"

(سکھ قوم کے نام دردمندانہ اپیل صـ۳)

یعنی:-

"میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ سب سے زیادہ اثر سکھ عوام پر پڑنے والا ہے۔ وہ بھی اپنے لیڈروں پر زور دیں کہ اس خودکشی کی پالیسی سے ان کو بچایا جائے"

(سکھ قوم کے نام دردمندانہ اپیل صـ۱۳)

ناظرین غور فرما دیں کہ جن دنوں سکھ لیڈر پنجاب کی تقسیم پر خوش تھے اور بغلیں بجا رہے تھے کہ وہ اپنے اس مطالبہ میں کامیاب ہوئے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے اس پیارے اور مقدس خلیفہ کی دوربین نگاہیں دیکھ رہی تھیں کہ اس تقسیم میں سکھوں کی ہلاکت کے سامان پنہاں ہیں اور ان کا یہ مطالبہ ان کی خودکشی کے مترادف ہے۔ اس وقت حضور کی اس دردمندانہ اپیل پر سکھ لیڈروں نے کوئی غور نہ کیا اور بے اعتنائی برتی۔ اس کی ایک بہت بڑی وجہ یہ تھی کہ ان دنوں جناب ماسٹر تارا سنگھ جی کو کانگرس نے صرف پنجاب کی قیادت ہی سونپ دی تھی۔ بلکہ سیٹھ ڈالمیا اور برلا ایسے مالداروں نے بینک چیک بھی دے رکھے تھے تاکہ وہ جتنا روپیہ مناسب سمجھیں ان کے حساب سے نکلوا سکیں۔ ایک سکھ ودوان کا بیان ہے کہ:-

"دیش کی آزادی کے وقت ماسٹر جی نے دیش کے بٹوارہ (یعنی پاکستان) کے خلاف آواز اٹھائی۔ اور پاکستان کے سوال پر لاکھوں روپے جمع کئے۔ اور کانفرنسوں میں کہا کہ میری لاش پر ہی پاکستان بنے گا"

(ترجمہ از اخبار فتح دہلی ۱۲ نومبر ۱۹۵۶ء)

ماسٹر تارا سنگھ جی خود فرماتے ہیں کہ:-

"میں نے لاہور میں ۳ مارچ کو پاکستان مردہ باد کا نعرہ لگایا تھا تو ...... اس نعرے کے نتیجہ میں ہندوؤں نے بھی مجھے اپنا لیڈر بنا لیا تھا"

(ترجمہ از رسالہ سنت سپاہی اپریل ۱۹۵۱ء)

الغرض کانگرس کی عطا کردہ لیڈری اور ہندو سیٹھوں کے روپے کے نشہ نے انہیں مست کر رکھا تھا۔ اور وہ اپنی قوم کے نفع و نقصان سے بالکل بے پرواہ تھے۔ لیکن بعد کے واقعات نے ثابت کر دیا کہ سیدنا مصلح موعود اطال اللہ بقاءہ نے اپنی خداداد ذہانت سے جو کچھ سمجھا تھا وہی درست اور صحیح تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سکھ لیڈروں خصوصاً ماسٹر تارا سنگھ جی نے پنجاب کو تقسیم کروا کر پاکستان کو لنگڑا کرنے کی کوشش کی۔ مگر اس کے نتیجہ میں وہ اپنی دونوں ٹانگیں تڑوا کر موت کے منہ میں چلے گئے اور سکھ ودوان سسکیاں لے لے کر یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ:-

"اس تقسیم کے نتیجہ میں سکھوں کا بحیثیت قوم سب سے زیادہ نقصان ہوا۔ مجموعی قوم کی نصف سے زیادہ جائداد چھن گئی (اس کے علاوہ) ایک ایسا نقصان سکھوں کا ہوا ہے۔ جو کسی اور قوم کا نہیں ہوا۔ یعنی سکھوں کے پوتر گوردوارے چھن گئے"

(ترجمہ از رسالہ سنت سپاہی مارچ ۱۹۵۰ء)

ایک اور ودوان نے خون کے آنسو بہاتے ہوئے لکھا ہے کہ:-

"ہندو اور مسلمان قوم کو کچھ حاصل ہوا ہے مگر سکھوں کا سب کچھ جاتا رہا۔ اسی لئے لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کو آزادی مل گئی۔ مگر سکھوں کو ملی بربادی"

(ترجمہ از رسالہ سنت سپاہی امرتسر مئی ۱۹۵۰ء)

اس سلسلہ میں حضور اپنی دردمندانہ اپیل میں یہ فرما چکے ہیں:-

"بلینک ساری قوموں کو ہی اس بٹوارہ سے نقصان ہوگا لیکن چونکہ ہندوؤں کی اکثریت ایک جگہ اور مسلمانوں کی اکثریت ایک جگہ جمع ہو جائیگی انہیں یہ نقصان نہ پہنچے گا صرف یہ نقصان سکھوں کو پہنچے گا"

(سکھ قوم کے نام دردمندانہ اپیل صـ۹، ۱۰)

یہ ایک حقیقت ہے کہ جو قوم دوسروں کو نقصان پہنچانا ہی اپنا نصب العین بنا لے وہ خود تباہی کے گڑھے میں گرنے سے نہیں بچ سکتی۔ پنجاب میں سکھ لیڈر جناب ماسٹر تارا سنگھ جی کا تمام پروگرام صرف اور صرف مسلمانوں کو نقصان پہنچانا تھا۔ ماسٹر تارا سنگھ جی نے یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ:-

"جناح اپنی قوم کو بچانا چاہتا تھا"

(ترجمہ از پنتھک نشانہ صـ۲)

یعنی:-

"مسلمانوں کی فرقہ پرستی ہندوؤں کی فرقہ پرستی کی پیداوار ہے۔ چین میں مسلمان آباد ہیں۔ اور دوسرے ممالک میں بھی ہیں۔ وہاں وہ الگ قوم نہیں بناتے۔ یہاں ہندوستان میں مسلمان کیوں علیحدہ قوم بناتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں انہیں ایک ایسی قوم سے واسطہ ہے جس نے مذہبی فرقہ پرستی کے سبب سے مسلمانوں کو اچھوت بنا رکھا ہے" (ترجمہ از رسالہ سنت سپاہی امرتسر ۱۹۴۶ء)

تلوار نیام سے نکال کر پاکستان مردہ باد کا بازاری نعرہ لگاتے ہوئے یہ اعلان کیا تھا کہ:-

"انگریزوں نے ہم پر پاکستان ٹھونسا ہے اور ہم اسکے خلاف لڑیں گے اور سکھوں کی طرح لڑ کر دکھلا دیں گے ...... اگر ہم ہار گئے تو پنتھ ختم

ہو گیا۔ اگر جیت گئے تو خالصہ راج قائم ہو گیا۔"

(ترجمہ از رسالہ سنت سپاہی ۱۹۴۷ء)

لیکن جب ماسٹر جی لاکھوں مسلمانوں بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کے قتل وغارت اور کشت وخون سے فارغ ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ خالصہ راج کے قیام کی بجائے وہ خود ہندو سیاست کے دلدل میں بہت بری طرح دھنس چکے ہیں۔ اور ان کی قوم موت کے کنارے کھڑی ہے۔ ماسٹر جی خود ہی اس حالت کا نقشہ مندرجہ ذیل الفاظ میں پیش کیا ہے۔ کہ:۔

"میری حالت تو اس وقت یہ ہے کہ جس طرح کسی کے سر پہ ہر طرف سے گھونسے پڑ رہے ہوں۔ اور اس کا سر چکرا جائے۔ کچھ میں نہیں آتا کہ کیا ہوگا ...... کوئی ٹھکانہ نہیں۔ کوئی سہارا نہیں۔ نڈھال ہو کر چاروں شانے چت گرا پڑا ہوں۔"

(ترجمہ از رسالہ سنت سپاہی امرتسر جون ۱۹۴۸ء)

اس کے علاوہ ایک اور سکھ ودوان نے سکھ قوم کی بے بسی سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"سکھ سیاست کی زنجیریں اس وقت اس قدر الجھی ہوئی ہیں۔ کہ اس میں کوئی کڑی بھی اپنے اصل ٹھکانے پر نہیں ہے۔ پنجاب کی تقسیم جو سکھوں نے خود مانگی تھی۔ سکھ تنظیم سکھ کلچر۔ اور سکھ اقتصادیات کے نقطۂ نظر سے اس کے لئے مکمل نہیں تو نیم موت کا سامان ضرور بن گئی ہے۔ ...... سکھ قوم کو اپنے بچپن میں خواہ بڑی بڑی مصیبتوں سے دوچار ہونا پڑا۔ مگر آج جیسا خطرناک زمانہ کبھی بھی نہیں آیا تھا۔ جبکہ اقتصادی، سماجی سیاسی اور تجارتی لحاظ سے یہ بالکل خاتمہ کے نزدیک جا پہنچی ہے۔"

(ترجمہ از کور سایت امرتسر فروری ۱۹۵۰ء)

جناب ماسٹر تارا سنگھ جی کے بھائی پرنسپل نرنجن سنگھ فرماتے ہیں کہ:۔

"یہ ایک حقیقت ہے کہ اس وقت سکھ قوم کی طرف دیکھنے سے یوں محسوس ہوتا ہے۔ کہ کلغیدھر کی پھلواڑی چند دنوں کی مہمان ہے۔"

(ترجمہ از نویاں قیمتاں دہلی دسمبر ۱۹۵۰ء)

حضرت مصلح موعود اطال اللہ بقاءہٗ نے اپنی اس دردمندانہ اپیل میں دوسری بات یہ بیان کی تھی۔ کہ:۔

"پرانے پنجاب میں مسلمانوں نے اپنے حق سے ساڑھے پانچ فیصدی سکھوں کو دے دیا تھا۔ اب تک ہندوؤں کی طرف سے کوئی اعلان نہیں ہوا کہ وہ کتنا حصہ اپنے حصہ میں سے سکھوں کو دینے کو تیار ہیں ...... اگر ...... ہندوؤں نے اپنے حصہ سے اس نسبت سے بھی سکھوں کو نہ دیا جس نسبت سے پرانے پنجاب میں مسلمانوں نے سکھوں کو دیا تھا۔ تو سکھ قوم لازماً گھاٹے میں رہے گی۔"

(سکھ قوم کے نام دردمندانہ اپیل صفحہ ۵)

آج دنیا یہ دیکھ رہی ہے کہ آزاد بھارت کی سیکولر ہندو حکومت میں سکھ قوم اپنی ان تمام مراعات سے محروم ہو چکی ہے۔ جو اسے متحدہ ہندوستان میں حاصل تھیں چنانچہ خود سکھوں میں ایسے لوگ موجود ہیں۔ جو رو رو کر یہ کہہ رہے ہیں کہ:۔

"تقسیم اور نئے آئین نے ہماری مشکلات میں اضافہ کر دیا ہے ..... اس سے قبل ..... پنجاب کی تیرہ فی صدی سکھ آبادی کو بیس فی صدی حصہ نوکریوں میں اور اسمبلی میں ملا ہوا تھا۔ پنجاب اسمبلی میں بیس فی صدی سکھوں کو پاسنگ کی حیثیت حاصل تھی۔ وہ بھی ختم ہو گئی۔"

(ترجمہ از رسالہ سنت سپاہی امرتسر جولائی ۱۹۵۳ء)

الغرض خدا کے مقدس خلیفہ نے اپنی خداداد ذہانت سے جو کچھ ۱۹۴۷ء سے محسوس کیا تھا۔ وہی ہو کر رہا۔ اور خود سکھ ودوان بھی اس کے معترف ہیں کہ سکھ پہلے کی نسبت گھاٹے میں رہے ہیں۔

اس سلسلہ میں ایک سکھ ودوان نے یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"آزادی آئی۔ اس نے آتے ہی سکھوں سے وہ تمام مراعات جو اس وقت اسے ایک اقلیت ہونے کی وجہ سے حاصل تھیں۔ چھین لیں .... سکھ ریاستوں کا خاتمہ ہو گیا۔ بدقسمتی سے تھوڑی سی جگہ (پیپسو) میں سکھوں کی اکثریت تھی اس کا خطرہ اندر ہی اندر آزاد سرکار کو فکرمند کئے ہوئے تھا۔ اس کی ہستی کو ختم کرنے کے لئے اسے ہضم کر کے سکھوں کی اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کر دیا۔"

(ترجمہ از رسالہ سنت سپاہی امرتسر نومبر ۱۹۵۹ء)

حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خداداد ذہانت سے ۱۹۴۷ء میں ہی یہ معلوم کر لیا تھا کہ پنجاب کی تقسیم کے بعد مشرقی پنجاب کے ہندو سکھوں کی تعداد کو کم کرنے کے لئے مختلف کوششیں کریں گے۔ اور یوپی کے چند اضلاع ملا کر مہان پنجاب وغیرہ بنانے کے مطالبے کریں گے۔ حضور نے اپنی اس دردمندانہ اپیل میں اس طرف بھی اشارے کئے ہیں (ملاحظہ ہو صفحہ ۱۱)

تیسری بات حضور نے اس دردمندانہ اپیل میں یہ تحریر فرمائی۔ کہ مشرقی پنجاب کا دارالسلطنت انبالہ بنایا جائے گا۔ اور اس سے امرتسر اپنی موجودہ شان کو کھو بیٹھے گا۔ جیسا کہ حضور کا ارشاد ہے:۔

"یہ امر بھی نظر انداز کرنے کے قابل نہیں ہے کہ مشرقی صوبہ کا دارالحکومت لازماً دہلی کے پاس بنایا جائے گا۔ اور اس طرح امرتسر اپنی موجودہ حیثیت کو کھو بیٹھے گا ........ اگر دارالحکومت مثلاً انبالہ چلا گیا۔ تو انبالہ بوجہ امرتسر سے دور ہونے کے قدرتی طور پر اپنی تجارتی ضرورتوں کے لئے امرتسر کی جگہ دہلی کی طرف دیکھے گا ...... اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ امرتسر کی تجارتی حیثیت بہت گر جائے گی۔ اور یہ شاندار شہر جلد ہی ایک تیسرے درجہ کا شہر بن جائیگا۔" (سکھ قوم کے نام دردمندانہ اپیل صفحہ ۹)

جو لوگ پاکستان بننے کے بعد امرتسر گئے ہیں وہ اس بات کی شہادت دیں گے۔ خدا تعالیٰ کے اس مقدس خلیفہ نے ۱۹۴۷ء میں جو بات ایک پیشگوئی کے رنگ میں بیان فرمائی تھی۔ وہ حرف بحرف پوری ہو گئی ہے۔ اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہندوستان کے آزاد ہونے اور پاکستان کے بننے کے بعد ہر قصبہ اور شہر کی آبادی میں اضافہ ہوا ہے۔ لیکن امرتسر ایک ایسا شہر ہے۔ جو اپنی اس شان کو بھی برقرار نہ رکھ سکا جو اسے متحدہ پنجاب میں حاصل تھی۔ ان دنوں امرتسر تمام شمالی ہند کی ایک بہت بڑی تجارتی منڈی کی حیثیت کا حامل تھا۔ اور اس کے تجارتی تعلقات ایک طرف کابل اور ایران تک اور دوسری طرف تبت تک پھیلے ہوئے تھے۔ ان علاقوں کے تاجر امرتسر آتے تھے۔ اور کروڑوں روپے سالانہ کا تجارتی لین دین کیا کرتے تھے۔ اور شمالی ہند کی اس تجارت پر اکثر سکھ ہی قابض تھے۔ اب امرتسر ان تمام باتوں سے محروم ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ حضور کا یہ ارشاد بھی کہ مشرقی پنجاب کا دارالحکومت دہلی کے قریب انبالہ میں بنایا جائے گا۔ ایک حقیقت بن کر دنیا کے سامنے آ چکا۔ مشرقی پنجاب کی حکومت نے کروڑوں روپے خرچ کر کے اپنا دارالحکومت چنڈی گڑھ میں بنایا ہے۔ جو امرتسر کی نسبت سے دہلی کے قریب اور انبالہ کے ضلع میں ہی واقع ہے۔

حضور نے اپنی خداداد ذہانت سے یہ بات بھی معلوم کر لی تھی کہ سکھ اس وقت جس رو میں بہہ رہے ہیں۔ وہ بہت ہی خطرناک ہے۔ اور وہ دن دور نہیں جب سکھ قوم ایک ایسی مصیبت میں پھنس جائے گی۔ کہ اس کا حل ان کے بس کا روگ نہ ہوگا۔ چنانچہ حضور نے فرمایا تھا کہ:۔

"پیشتر اس کے کہ سکھ صاحبان پنجاب کے بٹوارے کے متعلق کوئی فیصلہ کریں انہیں ان سب امور پر غور کر لینا چاہیئے تا ایسا نہ ہو کہ بعد میں اس مشکل کا حل نہ نکل سکے۔ اور پچھتانا پڑے۔"

(سکھ قوم کے نام دردمندانہ اپیل صفحہ ۱۰)

حضور کا یہ فرمان بھی آج ایک حقیقت بن چکا ہے۔ آج ہر سمجھدار سکھ اپنے لیڈروں کی اس غلطی پر پشیمان ہے۔ سکھوں کا سب سے بڑا لیڈر بھی جس نے ۱۹۴۷ء میں سکھوں سے خالصہ راج قائم کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ جس انتہائی بے بسی کے دور میں سے گذر رہا ہے۔ وہ اس کے اپنے منہ سے ہی سنیئے:۔

"میں دیکھ رہا ہوں کہ میری آنکھوں کے سامنے سکھ غیرت کو کچلا جا رہا ہے۔ مگر بے بس ہوں۔ کچھ بھی نہیں سوجھتا۔ نہ کچھ سمجھ میں آتا ہے۔ کوئی بتاتا بھی نہیں۔ کیا کروں؟ کدھر جاؤں۔ اے ست گرو، اے کلغیاں والے۔ کوئی راستہ بتا۔ کوئی مدد کر۔ سکھو ارداس کرو۔ اس گورو کے حضور۔"

(ترجمہ از پنتھک نشانہ صفحہ ۳۲)

اور دوسرے سمجھدار سکھ ماسٹر جی کی یہ فریاد سن کر یہ کہنے پر مجبور ہو رہے ہیں کہ:۔

"سکھ ایک مضبوط اقلیت ہیں۔ قربانیاں کرتے جانتے ہیں لیکن ان کی لیڈرشپ کافی عرصہ سے نکمی اور سیاسی سوجھ بوجھ سے خالی ہے۔ انگریزوں کے وقت جو باتیں اس اقلیت کو کرنا چاہیئے تھیں۔ وہ اس وقت نہیں کیں ....... مسٹر جناح نے تو انگریزوں کی موجودگی سے فائدہ اٹھا لیا اور ایک آدمی کو قید کرائے بغیر اور ایک آدمی کو مروائے بغیر دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت بنا لی۔ لیکن ہمارے لیڈر اب مرن برت رکھ کر بھی ایک غیر فرقہ وارانہ مطالبہ بھی نہیں منوا سکے۔ بلکہ اپنے اور سکھ قوم کے اتنے دشمن پیدا کر لئے ہیں۔ کہ اس وقت اس لیڈرشپ کے ہر طرف دشمن ہی دشمن نظر آتے ہیں ..... یہ سکھ قوم کی بدقسمتی ہی سمجھنی چاہیئے۔"

(ترجمہ از اجیت جالندھر یکم اکتوبر ۱۹۶۱ء)

ایک اور ودوان سردار گوربخش سنگھ جی پی ایس سی فرماتے ہیں کہ:۔

"اگر ماسٹر تارا سنگھ جی ان دنوں جبکہ سکھوں کی رضامندی کا بڑا اذن تھا۔ پنجاب کی تقسیم قبول نہ کرتے تو آج ملک کی تاریخ موجودہ تاریخ سے بہت مختلف ہوگی۔"

(ترجمہ از پربھات دہلی اکتوبر ۱۹۵۰ء)

ایک اور سکھ ودوان نے بیان کیا ہے کہ:

"اگر سکھوں کو جمع ہو کر اپنی الگ سٹیٹ قائم کرنے کی خواہش ہوتی تو ۱۹۴۷ء سے قبل ایسا آسانی سے کیا جا سکتا تھا۔"

(خالصہ پارلیمنٹ گزٹ اگست ۱۹۶۰ء)

مگر ڈالمیا اور برلا کے روپوں کی جھنکار نے ماسٹر جی کی توجہ کو اس طرف پھرنے ہی نہ دیا۔

حضرت مصلح موعود اطال اللہ بقاءہٗ نے اپنی خداداد ذہانت سے اکالی پارٹی کے خوفناک انجام سے متعلق بھی ایک اندازہ لگایا تھا چنانچہ حضور نے ۱۹۴۷ء میں اپنی اسی دردمندانہ اپیل میں اس پارٹی سے متعلق یہ رائے ظاہر فرمائی تھی کہ:۔

"اکالی پارٹی چند سالوں میں ہی اس خطرناک بلا کا مقابلہ کرنے میں اپنے آپ کو بے بس پائے گی۔"

(سکھ قوم کے نام دردمندانہ اپیل صفحہ ۱۲)

اکالی پارٹی ان دنوں جن حالات میں سے گذر رہی ہے۔ وہ ہر ایک سکھ کی پریشانی کا باعث بن رہے ہیں۔ اس وقت مشرقی پنجاب میں اکالی پارٹی دو اکالی دلوں میں بٹ چکی ہے۔ ایک کے صدر سنت فتح سنگھ جی ہیں۔ جو پیدائشی مسلمان ہیں اور دوسرے اکالی دل کے سرپرست ماسٹر تارا سنگھ جی ہیں جن کا جنم ہندو گھرانہ میں ہوا تھا۔ اور یہ دونوں ایک دوسرے کو حکومت کے پٹھو اور بوگس اکالی دل کے فتوے دے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ اکالیوں کا سمجھدار اور عقلمند طبقہ جن میں سردار حکم سنگھ جی۔ گیان کرتار سنگھ جی۔ اور سردار گیان سنگھ جی۔ راڑیوالہ ایسے کہنہ مشق اور سوجھ بوجھ رکھنے والے سکھ اکابر شامل ہیں۔ ایک ایک کر کے اکالی دل کو خیرباد کہہ چکے ہیں۔ اور یہ سب کے سب اس وقت ذہنی انتشار میں مبتلا ہیں۔

175

# پیشگوئی مصلح موعود کا ایک لاجواب پہلو

محترم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حقانیت قرآن پاک کی صداقت اور دین حق کے غلبہ کے لئے دشمنان اسلام کے مقابلہ پر اللہ تعالیٰ سے ایک نشان طلب کیا تا دشمنوں پر اتمام حجت ہو۔ نیز اس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقرب بارگاہِ ایزدی ہونا ثابت ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کی تضرعات پر آپ کو بشارت دی کہ آپ کو ہم ایک فرزند عطا کریں گے۔ اس میں اعلیٰ صفات ہوں گی۔ اور وہ مصلح موعود ہوگا۔ وہ قوموں اور نسلوں کے لئے نشانِ رحمت ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اس بارے میں جو وحی الٰہی نازل ہوئی آپ نے اسے اپنے اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء میں شائع فرمایا اس وحی کے آخر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

"اے منکرو اور حق کے مخالفو! اگر تم میرے بندے کی نسبت شک میں ہو۔ اگر تمہیں اس فضل و احسان سے کچھ انکار ہے جو ہم نے اپنے بندے پر کیا تو اس نشانِ رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کرو اگر تم سچے ہو۔ اور اگر تم پیش نہ کر سکو گے تو اس آگ سے ڈرو کہ جو نافرنوں اور جھوٹوں اور حد سے بڑھنے والوں کے لئے تیار ہے۔"

(اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء)

یہ چیلنج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر ایک برہانِ قاطع ہے۔ واقعات یوں ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے بعد ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہونے والے اپنے بیٹے حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو بطور "تفاؤل موعود فرزند اور مصلح موعود قرار دیا (اشتہار ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء)

یہ بچہ پروان چڑھا۔ اسے اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کا خلیفہ دوم مقرر فرمایا اور آخر اس پر بھی اپنے رؤیا و الہام سے ظاہر فرمایا کہ تو ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہے۔ اسے اشاعت دین اور قرآن مجید کے پھیلانے کی بھی غیر معمولی توفیق بخشی۔ قوموں نے اس سے برکت پائی۔ اس کے ذریعہ دنیا کے کناروں تک اسلام کا نام پھیلا۔ حضرت مسیح موعود کا پیغام پہنچا۔ اکناف عالم میں تبلیغ اسلام کے کامیاب مراکز قائم ہو گئے غرض سب نشان ظاہر ہو گئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کی اشاعت پر آج ستتر برس گذر چکے ہیں۔ مگر منکرین کو جو چیلنج دیا گیا تھا وہ آج بھی اسی طرح لاجواب ہے جس طرح ۱۸۸۶ء میں تھا دنیا بھر میں ایک شخص نے بھی اپنے گھر میں ایسے فرزند کے پیدا ہونے کی پیشگوئی نہیں کی جو ان صفات کا حامل ہو اور نہ کوئی ایسی پیشگوئی کر سکتا ہے۔ کسی ایک شخص کو بھی اس کے مقابلہ کیلئے میدان میں آنے کی جرأت نہیں ہوئی اس قسم کی پیشگوئی سے پیدا ہونے والے کسی بچہ نے اپنے باپ کے مشن کو اس طرح پورا نہیں کیا جس طرح سیدنا حضرت محمود ایدہ اللہ الودود نے پورا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر میں برکت دے اور آپ کو کامل شفا بخشے آمین پس منکرین کا اس چیلنج کو اس کی نوعیت کے لحاظ سے ہر طرح لاجواب ثابت کر دینا احمدیت، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ بنصرہ کی صداقت پر واضح دلیل ہے۔



## اپنے آپ پر احسان

سیدنا حضرت مصلح الموعود اطال اللہ بقاءہ نے ۱۹۳۷ء کے جلسہ سالانہ پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"دوستوں کو چاہیئے کہ وہ حتی الوسع قربانی کر کے بھی اخبار خریدیں۔ یہ ان کا اخبار والوں پر احسان نہیں ہوگا بلکہ اپنے آپ پر احسان ہوگا۔"

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی روشنی میں احباب اپنا جائزہ لیں کیا وہ الفضل کا روزانہ پرچہ یا خطبہ نمبر منگواتے ہیں؟ (مینیجر الفضل ربوہ)



اس سلسلہ میں ایک سکھ دوان کا بیان ہے۔ کہ:۔

"لیڈروں کے اپنے اپنے گروپ ہیں۔ ماسٹر جی کا اور راستہ ہے۔ راہمر کا رخ کسی اور طرف ہے۔ گیانی کرتار سنگھ جی کچھ اور چاہتے ہیں۔ سردار حکم سنگھ جی کی خواہش کچھ اور ہے۔ گوجراں صاحب کے خیالات بالکل ہی عجیب ہیں۔ اور راڑیوالہ سردار کا دماغی نقشہ ان سب سے مختلف ہے ناگو کی گروپ پوری طرح اڑا ہوا ہے۔ اور وہ ماسٹر جی سے کوئی رعایت کرنے کے لئے تیار نہیں۔ ان کا اعلان ہے کہ ماسٹر تارا سنگھ قوم کے دشمن ہیں۔ سکھوں کی باہمی پھوٹ کا باب اس قدر لمبا ہے کہ وہ اس ایک مضمون تو کیا شاید بہت بڑی کتاب میں بھی نہ سما سکے۔"

(ترجمہ از خالصہ پارلیمنٹ گزٹ۔ مارچ ۱۹۵۵ء)

اکالی پارٹی کے اتار چڑھاؤ پر نظر رکھنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ جناب ماسٹر تارا سنگھ جی کی لیڈری کا ستارہ اب گردش میں ہے۔ اکالی پارٹی کی پے در پے ناکامیوں نے ان کے اثر و رسوخ کو تقریباً ختم ہی کر دیا ہے۔ پنجابی صوبہ کے حصول کے لئے لگائے گئے دو بڑے مورچے بھی اور سنت فتح سنگھ جی اور ماسٹر تارا سنگھ جی کے مرن برت بھی فیل ہو چکے ہیں۔ جو سکھ قوم میں بددلی پھیلانے کا بہت بڑا باعث بنے ہیں۔ ایک سکھ اخبار کا بیان ہے کہ:

"جتنا بڑا پنجابی صوبے کا مورچہ تھا۔ اتنا بڑا مورچہ بیسویں صدی میں اس سے قبل کبھی نہیں لگایا گیا تھا۔ لیکن اکالی لیڈر شپ کی غلط سیاست کی وجہ سے جتنی بڑی شکست سیاست کے فرنٹ میں اب ہوئی ہے۔ اتنی بڑی شکست اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی۔"

(ترجمہ از اکالی پترکا جالندھر ۱۴ر مارچ ۱۹۶۱ء)

ایک اور سکھ دوان نے اکالی پارٹی کی ناکامیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ:۔

"نہ آک کو آم لگتے ہیں اور نہ دھریک کو جامن۔ اور نہ ہی کیکر کو انگور۔ جیسا درخت ہوتا ہے ویسا ہی اسے پھل لگتا ہے ۱۹۳۷ء کے الیکشن سے لیکر اب تک جس سیاسی اور مذہبی فضا میں سکھی کے پودے کی پرورش کی گئی ہے۔ اس سے لازماً سکھ قوم کی موجودہ حالت کا پھل ہی لگ سکتا ہے۔ سکھی کی قدروں اور معیاروں کو ہم نے دھتکار چھوڑا تھا۔ سچائی۔ نیکی۔ خدمت اور قربانی کی جگہ کنٹل نیتی۔ سودہ بازی۔ ابن الوقتی اور بھائیوں کو مارنے والی پالیسی نے لے لی تھی۔ کبھی انگریزوں سے ساز باز۔ کبھی مسلم لیگ سے میل جول۔ کبھی ہندو سبھا سے رابطہ۔ کبھی کانگرس سے تعلق۔ جہاں داؤ چل گیا۔ چلا لیا۔ کانگرس نے اگر مورچہ لگایا تو اس کی امداد۔ اگر کانگرسی قید ہو گئے اور مسلم لیگ نے صوبہ سرحد میں وزارت بنالی۔ تو اس سے وزارت وصول کر لی۔ اس گندی سیاست نے قوم کو اخلاقی طور پر جذامی بنا دیا۔ جس قوم میں کبھی کوئی شخص نوابی ہوں کرنے کیلئے تیار نہ تھا۔ اس قوم کا ایک ایک فرد وزارت کے ٹکڑوں کے پیچھے بھوکے کتوں کی طرح دوڑ رہا ہے۔"

(ترجمہ از رسالہ نویاں قیمتاں دہلی ستمبر ۱۹۵۹ء)

کاش کہ سکھ لیڈر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود اطال اللہ بقاءہٗ کی شائع کردہ دردمندانہ اپیل سے بروقت فائدہ اٹھاتے اور آج مصیبت کا شکار نہ بنتے۔ حضور نے ان کے خوفناک مستقبل سے انہیں قبل از وقت آگاہ کر دیا تھا مگر خدا تعالیٰ کے نوشتوں کو پورا ہونے سے کون روک سکتا ہے۔

Rose
VANASPATI
SH. FAZAL REHMAN & SONS LIMITED

# حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظیم الشان پیشگوئی

## نو سال کے عرصہ میں مصلح موعود کی پیدائش

( از مکرم عبد المنان صاحب شاہد مربی سلسلہ )

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۸۸۶ء کے آغاز میں بمقام ہوشیارپور چلہ کشی کی۔ اور دنیا میں اسلام کی اشاعت قرآن مجید کی حکومت اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا لائحہ عمل قائم ہونے سے متعلق اللہ کے حضور نہایت رقت و سوز و درد و کرب اور قلق و اضطراب کے ساتھ دعائیں کیں۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے آپ کی پُرسوز دعاؤں کو شرفِ قبولیت بخشا۔ اور ان مقاصد کو پورا کرنے کے لئے نو سال کے عرصہ میں ایک بیٹا دینے کی بشارت دی اور فرمایا کہ:۔

"اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا۔ اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت اور غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مظہر الاوّل والآخر مظہر الحق والعلاء۔ کان اللہ نزل من السماء۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وکان امراً مقضیا۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

اللہ تعالےٰ کے حکم سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مندرجہ بالا صفات و علامات کا لڑکا پیدا ہونے کے بارہ میں نو سال کی میعاد مقرر کی اور فرمایا کہ:۔

"ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی نو سال کے عرصہ میں ضرور پیدا ہوگا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے بہرحال اس عرصہ کے اندر پیدا ہو جائے گا۔"

(اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء)

پھر حضرت اقدس نے فرمایا:۔

"ایک لڑکا ابھی ہونے والا ہے یا بالضرور اس کے قریب حمل میں لیکن یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ جو اب پیدا ہوگا یہ وہی لڑکا ہے یا کسی اور وقت میں نو برس کے عرصہ میں پیدا ہوگا"

(اشتہار ۸ اپریل ۱۸۸۶ء)

حضرت اقدس نے بشیر اوّل کی وفات کے بعد بشیر ثانی لمبی عمر پانے والے محمود پسر موعود سے متعلق فرمایا:۔

"الہام نے بیان کیا کہ دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا دوسرا نام محمود ہے۔ وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا۔ مگر خدا تعالےٰ کے

وعدے کے موافق اپنی میعاد
(نو سالہ۔ ناقل) کے اندر ضرور
پیدا ہو گا۔ زمین آسمان ٹل سکتے
ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا
ممکن نہیں۔"
(اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء)

پھر حضرت اقدس نے اسی پسر موعود بشیر ثانی محمود احمد کی پیدائش کے سلسلہ میں زور دار الفاظ میں یہ اعلان فرمایا کہ:۔

"بمحکم یقین سے جانتا ہوں
کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے
موافق مجھ سے معاملہ کرے گا
اور اگر ابھی اس موعود لڑکے
کے پیدا ہونے کا وقت نہیں آیا
تو دوسرے وقت میں ظہور پذیر
ہو گا۔ اگر مدت مقررہ (نو
سال ناقل) سے ایک دن بھی
باقی رہ جائے گا تو خدائے عزو
جل اس دن کو ختم نہیں کرے گا
جب تک اپنے وعدہ کو پورا نہ
کرے۔"
(اشتہار ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء)

اب دیکھنا یہ ہے کہ اس حتمی اور اٹل پیشگوئی کی میعاد نو سال کا عرصہ ختم ہونے کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے کیا ارشاد فرمایا۔ سو واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کی اس عظیم الشان اور جلیل القدر پیشگوئی کے پورا ہونے اور مقررہ میعاد ۹ سال کے اندر اپنے بیٹے محمود احمد مصلح موعود کی پیدائش سے متعلق بغیر کسی تاویل کے بابانگ دہل یہ اعلان فرمایا کہ:۔

"پانچویں پیشگوئی اپنے
لڑکے محمود کی پیدائش
کی نسبت کی تھی، کہ وہ اب
پیدا ہو گا اور اس کا نام محمود
رکھا جائے گا۔ چنانچہ وہ لڑکا
پیشگوئی کی میعاد (نو برس
ناقل) میں پیدا ہوا۔"

نیز فرمایا:۔

"سبز اشتہار میں صریح
لفظوں میں بلا توقف لڑکا پیدا
ہونے کا وعدہ تھا سو محمود
پیدا ہو گیا۔ کس قدر یہ پیشگوئی
عظیم الشان ہے۔ خدا کا خوف
ہے تو پاک دل سے سوچو۔"
(رسالہ سراج المنیر صفحہ ۳۱)

اب خدا کا خوف کھاتے ہوئے اور اپنے دلوں کو پاک کرتے ہوئے سوچیں کہ اللہ تعالیٰ کی بشارت کے ماتحت ۹ سال کے عرصہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے بیٹے بشیر ثانی فضل عمر، اولوالعزم، محمود احمد المصلح الموعود اطال اللہ بقاءہ کی پیدائش ہوئی یا کہ نہیں؟ اور پیشگوئی میں بیان کردہ صفات و علامات کے موافق اس موعود لڑکے محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی نورانی شعاعوں سے اکناف عالم روشن ہو رہے ہیں یا کہ نہیں۔ سوچو اور پھر سوچو!!

صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوف کردگار

---

الفضل میں اشتہار دیکر
اپنی تجارت کو فروغ دیں: (مینیجر)

کف ایکس
کھانسی نزلہ وزکام کی بہترین دوا
ایف عمر فارمیسوٹیکلز - پاکستان!

## ہماری خاص ادویات

۱ - کیوریٹو :- زکام - کھانسی - نزلہ - سردرد گلے کی خرابی اور آنکھوں کی جملہ امراض کا فوری اور شافی علاج -
فی پیکٹ ۱۳/- فی اونس ۲/۵۰

۲ - بے بی ٹانک :- بچوں کی ہر قسم کی کمزوری کی ایک معیاری دوا -
ڈیڑھ ماہ کورس ۳/- - پندرہ روزہ ۱/۲۵

۳ - سپیشل ٹانک :- خون کی کمی - چہرہ کی زردی اور ہر قسم کی کمزوری کے لئے طاقت کی دوا
ایک ماہ کورس ۵/- نصف ماہ کورس ۲/۷۵

۴ - برین ٹانک :- طلباء اور دماغی کام کرنیوالوں کیلئے اکسیر - ایک ماہ کورس ۳/- نصف ماہ کورس ۱/۷۵

۵ - جنرل ٹانک :- تفکرات اور رنج و غم وغیرہ سے پیدا شدہ تکالیف کے لئے -
ایک ماہ کورس ۴/- نصف ماہ کورس ۲/۲۵

۶ - سپیشل آئیل :- ایک مفید اور بے ضرر طلاء
فی شیشی ۲/-

۷ - لیکوریِن :- لیکوریا کا بفضلہ تعالیٰ کامیاب علاج
ایک ماہ کورس ۴/- نصف ماہ کورس ۲/۲۵

۸ - مینسیلین ۱ } ایام خاص کی تکالیف کے لئے
۹ - مینسیلین ۲ } دو خاص مجرب ادویات -
پندرہ روزہ ۲/۵۰ - سات روزہ ۱/۵۰

شعبہ حیوانات

۱۰ - اکسیر اپھارہ :- شفنل اور برسیم کے مہلک اپھارہ کی بفضلہ تعالیٰ کامیاب دوا - فی پیکٹ ۷۵/- فی درجن ۶/-

۱۱ - اکسیر منہ کھر - جانوروں کے منہ کھر کی دوا
فی پیکٹ ۷۵/- فی درجن ۶/-

۱۲ - اکسیر کنامس :- جانوروں کی بدہضمی - دستی - کمزوری اور سوکھاپن کی دوا -
فی پیکٹ ۱/۵۰ فی درجن ۱۲/-

۱۳ - اکسیر گل گھوٹو :- جانوروں کے گل گھوٹو کی کامیاب دوا -
فی کورس چار پیکٹ ۱/۵۰ فی درجن ۱۲/-

۱۴ - خناق روک :- خناق کی بہترین دوا -
فی پیکٹ ۷۵/- فی درجن ۶/-

۱۵ - تریاق زہر باد :- زہر باد کے لئے تریاق -
فی پیکٹ ۷۵/- فی درجن ۶/-

تیار کردہ :- ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی ربوہ
کیور یٹو میڈیسن کمپنی کرشن نگر - لاہور

# رشید اینڈ برادرز سیالکوٹ کی نئی پیش کش

## نئے ماڈل کے مٹی کے تیل سے جلنے والے چولہے
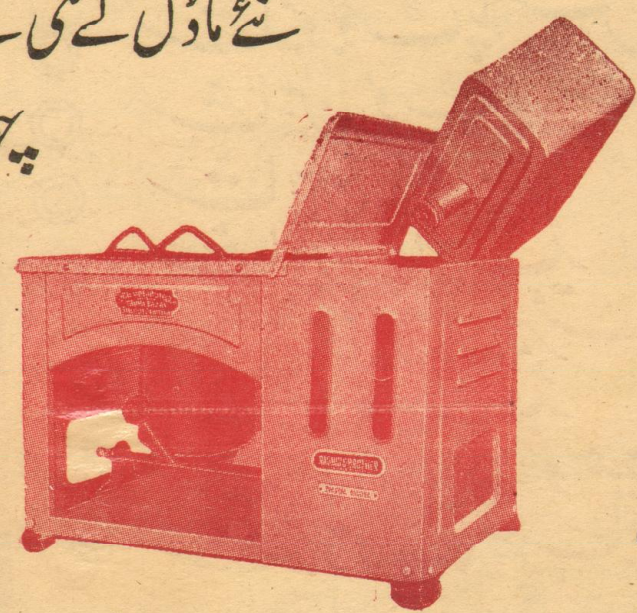
جو
بلحاظ خوبصورتی مضبوطی
تیل کی بچت
اور کم
افراط حرارت بےمثال ہیں

مندرجہ ذیل ڈیلروں سے مل سکتے ہیں

۱ - چاند کراکری ہاؤس دھنی رام روڈ انارکلی لاہور
۲ - بشیر جنرل سٹور ربوہ
۳ - اعوان جنرل سٹور لیاقت مارکیٹ راولپنڈی -
۴ - امپیریل سپورٹس - ٹرنک بازار سیالکوٹ -
۵ - سندھ سٹور کچہری بازار - لائلپور
۶ - گوندل سٹور کچہری بازار سرگودھا
۷ - قریشی برادرز جہلم
۸ - عبدالرشید محمد بابر - کابلی گیٹ پشاور
۹ - اعوان برادرز چک بازار پشاور صدر
۱۰ - آدمی سٹور - ایبٹ آباد
۱۱ - فرنٹیئر کمرشل ایجنسی نوشہرہ
۱۲ - اسلم جنرل سٹور - قصور
۱۳ - شیخ ممتاز حسین اینڈ کو جنرل مرچنٹس چوک بازار ملتان شہر
۱۴ - خورشید جنرل سٹور فریر روڈ سکھر
۱۵ - الحمراد ریڈیو اینڈ جنرل سٹور رحیم یار خاں
۱۶ - جیلانی برادرز شاہ عالم مارکیٹ لاہور

رشید اینڈ برادرز ٹرنک بازار سیالکوٹ

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا